﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد 18 — جمعۃ المبارک 7 ؍جنوری 2011ء — 3 ؍صفر 1432 ہجری قمری ❁ 3 ؍صلح 1390 ہجری شمسی — شمارہ 01

نماز باجماعت کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز اکیلی نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

(بخاری کتاب الاذان)

جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو شدت ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ یہ الٰہی جماعت ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں بتادیا ہے کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن آخری نتیجہ الٰہی جماعتوں کے حق میں ہی نکلتا ہے۔

ہمیں دنیاوی حکومتوں اور دنیاوی وجاہتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض ہے تو صرف اس بات سے کہ بندے اور خدا کا تعلق پیدا ہو جائے اور دوسرا یہ کہ خدا کے بندے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو حسین تعلیم لائے تھے اس پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ اس کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مغلوب ہونا تو مخالفین احمدیت کا مقدر ہے اور نصرت الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ ہے، ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ لیکن اس نصرت کے آنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے شرط رکھی ہے۔ آج ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ اس شرط کو پورا کرنے کی فکر میں رہے اور وہ شرط ہے تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ دین کی تائید و نصرت کرتا ہے مگر وہ نصرت تقویٰ کے بعد آتی ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نہایت ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

جلسہ سالانہ قادیان کے آخری روز سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے براہ راست نہایت پُرشوکت اختتامی خطاب۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ لندن اور قادیان کے مناظر بیک وقت تمام دنیا میں دکھائے گئے۔

(لندن۔ 28؍دسمبر 2010ء)۔ آج 119ویں جلسہ سالانہ قادیان (2010ء) کا آخری روز تھا۔ اس مناسبت سے اس کے اختتامی اجلاس کی کارروائی طاہر ہال، بیت الفتوح لندن سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر صدارت براہ راست نشر ہوئی۔ حضور انور لندن کے وقت کے مطابق ٹھیک ساڑھے دس بجے صبح سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ احباب نے پُر جوش اسلامی نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عبدالمومن طاہر صاحب نے کی اور بعد ازاں مکرم سید عاشق حسین صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ اور مکرم رانا محمود الحسن صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا اُردو منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ قادیان سے اختتامی خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام عالم میں براہ راست نشر ہوا۔ اور نہ صرف قادیان اور لندن بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں بہت سے مقامات پر احباب نے اجتماعی طور پر یا اپنے مراکز میں جمع ہو کر یا گھروں میں بیٹھ کر اس پُرشوکت خطاب کو سنا اور یوں قادیان میں منعقد ہونے والا یہ جلسہ ایک عالمی جلسہ کا رنگ اختیار کر گیا جس میں لاکھوں، کروڑوں افراد شامل ہوئے۔ اس اجلاس اور حضور انور کے خطاب کا دنیا کی مختلف زبانوں میں براہ راست ترجمہ بھی نشر ہوا۔ ذیل میں حضور انور کے خطاب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ ابراہیم کی حسب ذیل آیات کی تلاوت فرمائی: وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا۔ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ۔ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ۔ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (ابراہیم:16)

حضور انور نے فرمایا کہ ان آیات کا یہ ترجمہ ہے کہ ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم لازماً ہماری ملت میں واپس آجاؤ گے۔ تب اُن کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ یقیناً ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ اور ہم تمہیں ان کے بعد ملک میں بسا دیں گے۔ یہ اُس کے لئے ہے جو میرے مقام سے خوف کھاتا ہے اور میری تنبیہ سے ڈرتا ہے۔ اور انہوں نے اللہ سے فتح مانگی اور ہر جابر دشمن ہلاک ہو گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ انبیاء کے مخالفین کا ہمیشہ یہی اصول رہا ہے کہ نبی کے دعوے کے بعد جب وہ دیکھتے ہیں کہ لوگ اُس نبی اور پیغمبر کی بات سننے کی طرف مائل ہو رہے ہیں تو دنیاوی سرداروں کو بھی فکر پڑ جاتی ہے کہ ہماری سرداری خطرے میں پڑنے والی ہے اور نام نہاد دینی رہنماؤں کو بھی فکر ہوتی ہے کہ ہمارے منبر و محراب کو خطرہ پیدا ہونے والا ہے۔ تب دونوں ایک ہو کر اس حالت میں نبی اور اس کی جماعت کی مخالفت میں اپنی تمام تر طاقتیں صرف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں کے خطرے جو ہیں خود پیدا کردہ ہیں، خود ساختہ ہیں۔ نبی تو اُن کی اور قوم کی نجات کے لئے آتے ہیں۔ اُن کا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تا کہ صرف دنیاوی خطرات ہی دور نہ کئے جائیں بلکہ اخروی نجات کے بھی سامان پیدا ہوں۔ لیکن جن کی نظر صرف دنیا داری کی ہو وہ یہ پیغام نہیں سمجھ سکتے جو انبیاء اور رسولوں کا ہوتا ہے۔ اور رسولوں کی مخالفت میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ اُن پر اور اُن کے ماننے والوں پر ہر قسم کے پیچ اور ظالمانہ اور بہیمانہ حملے کرتے ہیں۔ ہر قسم کی کارروائی کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اِن آیات میں جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، انبیاء اور اُن کی جماعتوں کے مخالفین کا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم جو خدا تعالیٰ کی تعلیم کی جامع کتاب ہے جو شریعت کی کامل اور مکمل کتاب ہے اور تاریخِ انبیاء سے بھی آگاہ کرنے والی ہے، مخالفینِ انبیاء کی تمام تر گھٹیا اور ظالمانہ حرکتوں کو بھی بتانے والی ہے اور آئندہ کی پیشگوئیوں کو بھی سمیٹے ہوئے ہے۔ اس میں مختلف رنگ میں واقعات بیان کر کے خدا تعالیٰ اس کے پڑھنے والوں کو یہ بتاتا ہے کہ یہ واقعات نہ صرف آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی دہرائے گئے، اور ہر رسول کی مخالفت کی طرح آنحضرت ﷺ کی مخالفت بھی ہونی تھی اور ہوئی کہ یہی دنیا والوں کا ہمیشہ دستور رہا ہے بلکہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کی قرآنی پیشگوئی پوری ہونی تھی اور آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق نے مسیح و مہدی کا دعویٰ کرنا تھا اور اس لحاظ سے نبی ہونے کا اعزاز پانا تھا۔ ایسا اعزاز جو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اور آپ کے عشق میں فنا ہو کر ایک غیر شرعی نبی کی صورت میں مسیح

موعود کو ملنا تھا، تو تب بھی یہ مخالفت ہونی تھی اور یہی باتیں سننے کو ملنی تھیں جو تمام انبیاء کو سننے اور دیکھنے کو ملیں۔ پس قرآنِ کریم میں صرف ایک تاریخ بیان کر کے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی ہی تسلی نہیں دلائی بلکہ امتِ مسلمہ کو بھی یہ بتایا کہ جب وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کی پیشگوئی پوری ہو تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے برف کے سِلوں پر گھٹنے کے بل چلتے ہوئے بھی جانا پڑے تو جانا اور آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کو جو زمانے کا امام اور مسیح و مہدی ہوگا، اُس کو اُس کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سلام بصد ادب پہنچانا اور مخالفین سے ہوشیار رہنا کہ مخالفین کے ساتھ مل کر مسیح و مہدی کی مخالفت کر کے کہیں تم بھی رسولِ مقبول ﷺ کی ناراضگی نہ مول لے لینا۔ لیکن اس وقت بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ قرآنِ کریم اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور ارشاد کو پسِ پشت ڈال کر اس کاسرِ صلیب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ مسیح و مہدی کی مخالفت میں کمر بستہ ہے اور صرف معمولی مخالفت کی حد تک نہیں، صرف انکار کی ہی حد تک نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ اور نبی کے مخالفین کے ردّ عمل کا جو بیان قرآنِ کریم میں فرمایا ہے، اس پر عمل پیرا ہیں۔ اور یہی اعلان ہے کہ اے احمدیو! تم مسیحِ موعود اور مہدی معہود کا انکار کر کے ہمارے اندر دوبارہ آ جاؤ، ہم میں شامل ہو جاؤ۔ اور جس سچ کو تم تمام تر نشانیوں کو دیکھتے ہوئے سچ کہہ رہے ہو اور جس سچ کے ساتھ تم زمینی اور آسمانی تائیدات کے ہر لمحہ اظہار دیکھ رہے ہو، جس سچ کے ساتھ تم خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کے ہر روز نئے نئے اظہار ملاحظہ کر رہے ہو، اس سچ کو جھوٹ کہو کہ یہ سچ ہماری کرسیوں کے لئے خطرہ ہے، کہ یہ سچ ہمارے منبر و محراب کو اس شدت سے ہلا رہا ہے کہ ہمارے جھوٹ کا پول کھلنے کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مولوی یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ دو ہی صورتیں ہیں کہ تم ہمارے جھوٹ کو سچ کہو اور اللہ تعالیٰ کے سچ کو جھوٹ۔ یا پھر ہمارے ملک سے نکل جاؤ۔ ہمارے علاقے سے نکل جاؤ۔ تمہارے لئے ہمارے علاقے میں، ہمارے ملک میں، ہماری دنیاوی حکومت میں کوئی جگہ نہیں۔ اور یہ اعلان اور یہ رویہ اُن تمام نام نہاد مولویوں اور بعض علاقوں میں سیاسی مفادات کی خاطر ظلم کی پشت پناہی کرنے والے سیاستدانوں کا بھی ہے، جس میں بھارت بھی شامل ہے۔

حضور نے اس ضمن میں مہاراشٹر کے ایک گاؤں کی مثال دی جہاں ہمارے دو معلمین کو مارا پیٹا گیا اور گاؤں سے نکلنے کے لئے کہا گیا۔ اسی طرح آسام میں، کرناٹک میں، یوپی میں، دیرادون میں بھی جب مخالفین کو موقع ملتا ہے، اس مخالفت میں شدت لاتے ہیں اور سیاستدان شاید اس لئے مولوی سے خوفزدہ ہیں کہ لوگوں سے ووٹ لینے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کی بڑی غلط فہمی ہے۔ مولویوں کے پاس سوائے کچھ اوباش اور فساد پیدا کرنے والے لوگوں کے ووٹ کی طاقت نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو مولوی تو اتنا خود غرض ہے کہ خود ان لیڈروں کے مقابل پر آ جاتا۔ حضور نے بتایا کہ گزشتہ دنوں کرناٹک کے ایک گاؤں سے ہمارے ایک معلم کو اغواء کر لیا گیا اور ابھی تک پتہ نہیں چلا۔ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد اس کی بازیابی کے سامان پیدا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو شدت ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ یہ الٰہی جماعت ہے اور اس میں گزشتہ چند سالوں سے جو شدت آئی ہے، پاکستان میں بھی ہندوستان کے بعض علاقوں میں جہاں مسلمان اکثریت ہے، اور بعض دوسرے ممالک میں بھی، یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقی اور منظّم ہونا اب خاص طور پر مسلمان حکومتوں اور نام نہاد مولویوں کو کھٹک رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ دنیادار ہیں، صرف دنیا کی آنکھ سے دیکھتے ہیں، حالانکہ جماعت احمدیہ ایک خالصتاً دینی جماعت ہے۔ اُس کو کبھی بھی حکومتوں سے دلچسپی نہیں رہی۔ ہاں دلچسپی ہے تو صرف اور صرف ایک بات سے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کے حضور جُھک جائے اور اُس کا حق ادا کرنے والی بن جائے۔ اور اس طرح بندہ بندے کے حقوق ادا کرنے والا بن جائے۔ امن اور محبت اور پیار کی فضاء پیدا ہو جائے، تا کہ دنیا میں ہر طرف ہمیں بھائی چارے کے نظارے نظر آئیں۔ اور یہی بات ایک فتنہ پرداز اور ذاتی مفاد حاصل کرنے والے کو کھٹکتی ہے کہ اگر دنیا اتنی پُر امن ہو جائے تو ہماری گروہ بندی، ہماری طاقت کا اظہار، ہماری ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کس طرح کامیاب ہوں گی؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی اعلان فرمایا ہے کہ مجھے دنیاوی حکومتوں سے کوئی غرض نہیں۔ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا

مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

پس ہم تو اس مسیح و مہدی سے تعلق رکھنے والے اور اس سے منسوب ہونے والے اور اُس سے تربیت حاصل کرنے والے ہیں۔ ہمیں دنیاوی حکومتوں اور دنیاوی وجاہتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض ہے تو صرف اس بات سے کہ بندے اور خدا کا تعلق پیدا ہو جائے۔ اور دوسرا یہ کہ خدا کے بندے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو حسین تعلیم لائے تھے اُس پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ اور اس کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں اور کوشش کرتے چلے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ہمارے عہدِ بیعت میں شامل ہے۔ اس راستے میں ابتلاء اور مصائب پہلے لوگوں نے بھی برداشت کئے تھے اور ہمیں بھی برداشت کرنے پڑیں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ کریم میں بتا دیا ہے کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ لیکن آخری نتیجہ الٰہی جماعتوں کے حق میں ہی نکلتا ہے، اور یہی وعدہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں سے پِھرا نہیں کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دشمن تمہیں ملک سے نکالنے یا اپنے میں واپس آنے کی دھمکی دیتا ہے تو اس سے خوفزدہ نہ ہو۔ فرمایا لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ پس چاہے وہ پاکستان کے ظالم ہیں یا بھارت کے ظالم ہیں یا انڈونیشیا کے ظالم ہیں یا کسی بھی اور ملک کے ظالم ہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ لیکن ہمیں افسوس اس بات پر ہے کہ یہ ظلم فی زمانہ سب سے زیادہ مسلمان خدا اور رسول کے نام پر کر رہے ہیں اور اسلام کے نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے، دنیا میں ہر جگہ ہر وہ احمدی جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہے، چاہے وہ پیدائشی احمدی ہے یا نومبائعین میں سے ہے، دشمن کی ہر قسم کی زیادتیوں اور ظلموں کو خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت کرنے کو عین سعادت سمجھتا ہے۔ اس یقین پر قائم ہے کہ جب خدا تعالیٰ تمام طاقتوں کا مالک ہے، قادر و توانا ہے، تمام دنیا اُس کی ملکیت ہے تو یہ عارضی حکومت والے اور عارضی طور پر کسی جگہ کے قابض ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح پہلے انبیاء کو تسلی دلائی تھی اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تسلی دلائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھا دیا ہے، سمجھایا ہے کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرتِ الٰہی تیرے شاملِ حال ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا“۔ پس مغلوب ہونا تو مخالفینِ احمدیت کا مقدر ہے اور نصرتِ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ ہے ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ لیکن اس نصرت کے آنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے شرط رکھی ہے۔ اگر ہم اس شرط پر عمل کریں گے جو خدا تعالیٰ نے رکھی ہے تو نصرت کے نظارے ہر آن دیکھتے رہیں گے۔ پس آج ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ اس شرط کو پورا کرنے کی فکر میں رہے۔ اور وہ شرط ہے تقویٰ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دین کی تائید و نصرت کرتا ہے مگر وہ نصرت تقویٰ کے بعد آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات اور معجزات اس لئے عظیم الشان اور قوت اور زندگی کے نشانات ہیں کہ آپ سید المتقین تھے۔ آپؐ کی عظمت اور جلال کا خیال کر کے بھی انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اب پھر اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپ کا جلال دوبارہ ظاہر ہو اور آپ کے اسمِ اعظم کی تجلّی دنیا میں پھیلے۔ اور اس لئے اُس نے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس کی غرض اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے کوئی مخالفت اس کو گزند نہیں پہنچا سکتا۔ پس جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ سلسلے کا تعلق ہے کوئی مخالف اور کوئی کسی قسم کی مخالفت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی، لیکن سلسلے میں شامل افراد کو خدا تعالیٰ نے اس کامیابی میں حصہ دار بنانے کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ تقویٰ پیدا کرو۔ اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کرو۔ اپنی وہ حالت بناؤ جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ۔ یہ وعدہ اس کے لئے ہے جو میرے مقام سے خوف کھاتا ہے اور میری وعید اور تنبیہہ سے ڈرتا ہے۔ پس اس وعدے کے حقدار وہی ہیں جن کے دل تقویٰ سے پُر ہیں، جو خدا تعالیٰ کے مقام کا خوف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تنبیہہ سے ڈرتے ہیں۔ پس الٰہی وعدوں کے پورا ہونے کا امیدوار بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ صرف اس بات پر خوش ہو جانا، جس طرح آج کل کے نام نہاد مولوی کے پیچھے چلنے والے مسلمان سمجھتے ہیں کہ ہم امّت میں سے ہیں اس لئے ہمیں لائسنس مل گیا ہے کہ ہم جیسے بھی عمل کرتے رہیں جو کچھ بھی کرتے رہیں، جو ظلم و تعدّی کی انتہا کرتے رہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا رہے گا اور ہم دنیا پر غالب آ جائیں گے۔ اسلام کا غلبہ تو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منسلک ہو کر ہی مقدر ہے، اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے یہ ان کی بھول ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کیا یہ تقویٰ ہے جو اسلام کے نام پر کر رہے ہیں کہ کلمہ گوؤں کی قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوا ہے؟ کیا یہ تقویٰ ہے کہ بلا تخصیص بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور بیماروں اور معصوموں کو بموں سے اڑایا جا رہا ہے؟ کیا یہ تقویٰ ہے کہ خودکش بموں سے اپنے آپ کو اُڑانے کے لئے بچوں کو تیار کیا جا رہا ہے؟ یہ سب ظالمانہ فعل ہیں جن کا تقویٰ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ پس آج اگر کوئی تقویٰ کی صحیح تعلیم پا سکتا ہے تو مسیح موعود اور مہدی معہود کا غلام، جس کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مامور فرمایا ہے۔ پس ہر احمدی اس مقام کو سمجھے کہ ہماری فتح بھی تقویٰ سے مشروط ہے۔ اور یہی ایک فرق کرنے والی اور ممتاز کرنے والی لکیر ہے جو احمدی مسلمان اور دوسروں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ اس زمانے کے مولوی کے تقویٰ کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس وقت تقویٰ بالکل اُٹھ گیا ہے۔ اگر مُلاّنوں کے پاس جائیں تو وہ اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ مسجدوں کو دکانوں کے قائم مقام سمجھتے ہیں۔ اگر چار روز روٹیاں بند ہو جائیں تو کچھ تعجب نہیں کہ نماز پڑھنا پڑھانا ہی چھوڑ دیں۔ اس دین کے دو ہی بڑے حصے تھے ایک تقویٰ اور دوسرے تائیداتِ سماویہ۔ مگر اب دیکھا جاتا ہے کہ یہ باتیں نہیں رہیں۔ عام طور پر تقویٰ نہیں رہا اور تائیداتِ سماویہ کا یہ حال ہے کہ خود تسلیم کر بیٹھے ہیں کہ مدّت ہوئی اِن میں نہ کوئی نشانات ہیں نہ معجزات، اور نہ تائیداتِ سماویہ کا کوئی سلسلہ ہے۔ جلسہ مذاہب میں مولوی محمد حسین نے صاف طور پر اقرار کیا تھا کہ اب معجزات اور نشانات دکھانے والا کوئی نہیں۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ تقویٰ نہیں رہا۔ کیونکہ نشانات تو متقی کو ملتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مولوی کا نقشہ کھینچا ہے آج بھی یہی نقشہ ہے، آج بھی یہی حال ہے۔ فرق صرف یہ پڑا ہے کہ بعض مسلمان حکومتوں نے اپنی تیل کی دولت ان پر خرچ کر کے ان کی قیمت روٹیوں سے بڑھا کر بنگلوں اور جائیدادوں تک کر دی ہے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے بعض مخالف مولویوں کے اعتراف کا ذکر فرمایا کہ وہ پیسے کی لالچ میں جماعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جو انسان کو اپنا رازق سمجھے گا اُس میں تقویٰ کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور نشاناتِ سماوی اور تائیداتِ الٰہیہ ایسے شخص کو کس طرح حاصل ہو سکتی ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں اللہ تعالیٰ آج بھی اپنی تائیدات دکھاتا ہے اور جو سمجھنے والے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے؟ افریقہ کے لوگ جو عموماً پاک فطرت رکھتے ہیں، اِن میں اس کثرت سے احمدیت اور حقیقی اسلام پھیل رہا ہے جو ان کے سعید فطرت ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں انہیں نشانات بھی دکھاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مثال کے طور پر نائیجر کا نہایت ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا کہ کس طرح ایک جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے طور پر جب بارش کا نشان مانگا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی روز یہ نشان دکھا دیا۔ اسی طرح بینن میں ظاہر ہونے والے ایک واقعہ کا ذکر بھی فرمایا جہاں ایک امام مسجد کے احمدی ہونے پر گاؤں والوں نے اسے فارغ کر دیا اور اس کے شاگرد کو مسجد کی امامت دے دی۔ اس شاگرد نے سخت مخالفت شروع کر دی۔ لوگوں نے اکٹھے ہو کر دونوں سے نشان

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر126

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر (4)

پچھلی قسط میں ہم نے الحوار المباشر کے ابتدائی پروگراموں کے بارہ میں مصر کے مسلمانوں کے تحسین وتشکر کے جذبات سے پُر تبصرے نقل کئے تھے۔اس قسط میں دیگر مما لک کے مسلمانوں کی آراء نقل کی جاتی ہیں۔ مختلف مما لک سے مسلمانوں نے جہاں عمومی پسندیدگی کا اظہار کیا اور جذبات تشکر پر مشتمل فون کالزکیں اور ای میل ارسال کئے وہاں کئی لوگوں نے کہا کہ ہم اس کار خیر میں حصہ ڈالنا چاہتے ہیں لہذا ہمیں بتائیں ایم ٹی اے میں چندہ کیسے دیں۔ الجزائر میں بھی عیسائیت کا حملہ شدید تھا اس لئے بعض احباب نے وہاں پرلوگوں کو بلا بلا کے الحوار المباشر سنانے کی کوشش کی بلکہ بعض نے اس کو ریکارڈ کر کے ایسے دوستوں کو دینا شروع کیا جو عیسائی ہو گئے تھے۔ چنانچہ جب حق کھل گیا اور یہ سب لوگ اسلام کی طرف واپس آئے تو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آ گئے۔

اس قسط میں ہم الحوار المباشر پر مصر کے علاوہ باقی مما لک سے مسلمانوں کے بعض عمومی تبصرے اور مختلف آراء پیش کریں گے۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ الحوار المباشر کے شروع ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی ایم ٹی اے 3 شروع ہو گیا تھا اس لئے ذیل کے تبصروں میں سے بعض ایم ٹی اے 3 شروع ہونے کے بعد کے بھی ہیں۔ تاہم ایم ٹی اے 3 کی ابتدا اور دیگر مراحل کا ذکر علیحدہ طور پر اگلی قسط میں کیا جائے گا۔

عمومی تبصرے

...... کاظم احمد الندّاوی صاحب نے عراق سے لکھا:

اللہ تعالیٰ آپ کو دین اسلام پر حملہ کرنیوالے دجالوں کا رد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں آپ کے الحوار کے اور دیگر مفید پروگرام باقاعدگی سے دیکھتا ہوں، اور میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ قرآن میں کوئی ناسخ ومنسوخ نہیں ہے۔

...... مکرم احمد ابوایوب صاحب آف الجزائر نے کہا:

اے اسلام کا دفاع کرنے والے بھائیو! السلام علیکم۔صرف ایک مہینے سے میں نے آپ کا چینل دیکھنا شروع کیا ہے۔اَجْوِبَه عَنِ الِایمان کے پروگرام دیکھ کر مجھے بیحد خوشی ہوئی۔اس چینل پر کام کرنے والے سب بھائیوں کو میری طرف سے محبت بھرا سلام۔ میں نے اپنے علماء پر افسوس کرتے ہوئے بڑے درد کے ساتھ راتیں کاٹیں ہیں یہاں تک کہ خدائی نور سے منور آپ کا چینل دیکھا اور بہت ہی خوش ہوا۔

...... مکرم ابوخمیس صاحب آف فلسطین نے کہا:

پیارے احمدی بھائیو! میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے متعلق سنا اور اب آپ کا چینل دیکھتا ہوں۔ آپ کے دینی فہم وفراست، طریق تبلیغ، غیر اسلامی کتب پر طرز تنقید اور ان میں تحریف ثابت کرنے کا طریق اور اسلام کی تبلیغ کا انداز بالکل منفرد ہے۔ میرے دینی بھائیو، میں بھی اس جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

...... مکرم محمد بن حمد بن ابوخوصہ از فلسطین کہتے ہیں:

ٹیلی ویژن پر احمدیہ چینل دیکھ کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔یہی وہ نصرت یافتہ جماعت ہے جس کی رسول کریم ﷺ نے خوشخبری دی ہے۔

...... حسن عابدین صاحب نے شام سے لکھا:

مَیں تمام عرب بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ جلدی بیعت کریں تا کہ خدا تعالی کی تجلیات کا مشاہدہ کریں۔ان کے لئے ان نورانی چہروں پر نظر ڈالنا ہی کافی ہونا چاہئے جو سٹوڈیو میں موجود ہیں اور جو عیسائی چینل الحیاۃ کے خلاف ننگی تلواریں ہیں اور جو اسے حیات چینل کی بجائے موت کا چینل بنادیں گے۔انشاءاللہ۔

...... مکرم اَعراب صاحب نے الجزائر سے کہا:

جو کچھ آپ لوگ پیش کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ ہماری بڑی خواہش ہے کہ آپ کا پیغام الجزائر میں جلد پہنچے خصوصًا ان قبائل میں جہاں عیسائیت عوام کو بکثرت اپنا شکار بنا چکی ہے لیکن نام نہاد مسلمان جس طرح سے اسلام کا دفاع کر رہے ہیں اس سے صورت حال مزید خراب ہو رہی ہے اور فتنہ کی آگ اور بھڑک رہی ہے۔

امید برآئی

...... مکرم جمال علی اِسلیم صاحب نے (جگہ کا نام مذکور نہیں) لکھا:

میں آپ کے لائیو پروگرامز پر اپنے شکر اور احسان مندی کے جذبات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ میں گزشتہ سات ماہ سے انتظار کر رہا تھا کہ کوئی تو امت اسلامیہ میں سے اس پادری کو جواب دینے کے لئے سامنے آئے بلکہ حیران تھا کہ اس کے اعتراضات کا جواب دینے میں اتنی تاخیر کیوں ہو رہی ہے۔ایک دن جب میں مختلف چینل تبدیل کر رہا تھا تو اتفاق سے آپ کا چینل مل گیا جس پر اسی موضوع پہ بات ہو رہی تھی۔ میں اپنی خوشی کو لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔میری استدعا ہے کہ آپ اس سلسلہ کو جاری رکھیں اور ہو سکے تو مجھے ان لائیو پروگرامز کی ریکارڈنگ عطا فرما کر ممنون فرمائیں۔

احمدیت اسلام کی طرف واپس لے آئی

...... مکرم مجید محمد صدیق صاحب آف کردستان عراق کہتے ہیں:

میں آپ کو آسمانوں میں ڈھونڈتا رہا لیکن الحمدللہ اسی زمین پر ہی پالیا۔ میں ایک کمزور مسلمان تھا، نماز بھی نہ پڑھتا تھا اور قریب تھا کہ عیسائی ہو جاتا۔ بلکہ ایک دفعہ میں گرجا بھی گیا اور وہاں ایک شخص نے مجھے عیسائی بنانے کی کوشش بھی کی لیکن احمدیت اور اس کی تعلیمات مجھے اسلام کی طرف واپس لے آئیں۔میرے دل میں قرآن کریم کی محبت نہ تھی لیکن احمدی چینل نے کھول کر بتایا کہ محبتوں اور ہدایتوں کا سرچشمہ قرآن ہی ہے۔اسی طرح وفات مسیح کے مسئلے کو واضح کر دیا اور یہ کہ شکوک وشبہات انجیل میں ہیں نہ کہ قرآن میں۔

یہی جماعت حق پر ہے

...... مکرم یوسف دُغمش صاحب شام سے لکھتے ہیں:

میں امت مسلمہ کی دینی حالت کو دیکھ کر مایوس ہو چکا تھا، اور یہ بھی سنا کرتا تھا کہ امت محمدیہ کو بچانے کی غرض سے ایک مصلح موعود آئے گا۔ چنانچہ ایک دن اچانک ٹیلی ویژن پر جماعت احمدیہ کا چینل نظر آیا، جس میں اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر چل رہا تھا۔اس وقت سے میں اس چینل کو دیکھ رہا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے پوری تسلی ہوگئی ہے کہ یہی جماعت حق پر ہے، اور میں اس جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں، مجھے بتائیں اب مجھے اس کے لئے کیا کرنا ہوگا۔

سرفخر سے بلند کردیا

...... مکرم محمد عمر صاحب از فرانس لکھتے ہیں:

ان پروگراموں کے ذریعہ آپ نے دیار غیر میں رہنے والے سب مسلمانوں کا سرفخر سے بلند کر دیا ہے۔ہم سب آپ کا پروگرام بڑے اہتمام سے دیکھتے ہیں۔ اللہ آپ کو برکتوں سے مالا مال کرے اور آپ کے نور کو بڑھائے۔اے وہ جماعت جس نے فسق وفجور کے چینلز کا دندان شکن جواب دیا۔اے وہ جماعت جس نے پادری زکریا بطرس کا منہ بند کیا۔اللہ آپ کی عمر دراز کرے۔آپ نبی کریم ﷺ کی معطر سیرت کا بیان جاری رکھیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کا سفر بہت دشوار ہے لیکن اسے جاری رکھیں۔ ہم سب آپ کی تائید میں آپ کے ساتھ کھڑے ہیں۔

گم گشتہ متاع مل گئی

...... سویڈن سے ایک شخص سلیم القصاص نے پروگرام میں کہا کہ:

میں ان پروگراموں کو بڑے شوق اور انہماک سے دیکھتا ہوں مجھے آیت قرآنی ﴿وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم﴾ کے معنے صحیح طور پر سمجھ نہیں آئے۔

[چونکہ یہ مضمون ہمارے پروگرام کے اس دن کے موضوع سے متعلق نہ تھا اس لئے پروگرام ختم کرنے کے بعد اس معاملہ کی فون پر وضاحت کا وعدہ کیا۔جب فون کیا تو انہوں نے بتایا کہ]

مجھے دین اور علوم دین سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔لیکن جب میں یورپ میں آیا تو پتہ چلا کہ یہاں تو عیسائی خوب سرگرم عمل ہیں۔ ایک دفعہ میرے ایک عیسائی دوست نے مجھے اپنے گھر دعوت پر بلایا۔ساتھ انہوں نے ٹی وی بھی آن کر دیا۔اس وقت پادری زکریا بطرس کا پروگرام لگا ہوا تھا اور وہ مختلف کتب کی نصوص نکال نکال کر اسلام کے خلاف حملے کر رہا تھا۔تھوڑی دیر کے بعد سات مزید لوگ بھی وہاں آ گئے۔ اور جب پادری زکریا بطرس کوئی حوالہ پیش کرتا تھا یہ لوگ مجھے کہتے: دیکھا! دیکھا آپ نے۔

مجھے ان باتوں کا جواب تو نہیں آتا تھا تاہم اس بات نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اور میری اسلامی غیرت نے مجھے جھنجوڑا۔ چنانچہ میں نے ان باتوں کا رد تلاش کرنا شروع کر دیا اور اس تلاش میں مجھے آپ کا چینل مل گیا جس پر الحوار المباشر لگا ہوا تھا۔اس کو سن اور دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی، جیسے مجھے میری گم گشتہ متاع مل گئی ہو۔اب میں اکثر جب پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا ہوتا ہے تو اپنے کسی عیسائی دوست کو فون کر کے بذریعہ فون اس کو یہ پروگرام سناتا ہوں۔ مجھے آپ کے پروگرام کی ایک صفت بہت پسند آئی کہ آپ دوسرے مسلمانوں کے طریق سے ہٹ کر جواب دیتے ہیں اور آپ کی باتیں زیادہ مؤثر اور بہترین ہیں۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

سچائی کی دلیل

...... احمد الجزائری صاحب نے لکھا:

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں محض للہ آپ سے محبت کرتا ہوں۔اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ میں سے ہر ایک کا ماتھا چوم لوں۔

میں اس پروگرام کے شروع کرنے پر ازحد ممنون ہوں جو کہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ عیسائیوں کے لئے بھی ایک سٹیج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔بعض اوقات آپ عیسائیوں کو مسلمانوں سے زیادہ بولنے کا وقت دیتے ہیں اور یہ آپ جیسے سچے اور حقیقی مسلمانوں کے راسخ ایمان اور اپنے دین کی سچائی پر یقین کامل ہونے کی دلیل ہے۔

بیش قیمت خزانہ

...... حسین المنشاوی صاحب نے مصر سے کہا:

آپ میری خوشی اور میرے انشراح صدر کا اندازہ نہیں لگا سکتے جو مجھے ایم ٹی اے دیکھ کر ملا ہے۔ ایم ٹی اے نے میری پیاس بجھا کر مجھے سیراب کر دیا ہے۔ میں آپ کو بتانے سے قاصر ہوں کہ جب سے میں نے پادری زکریا بطرس کا پروگرام دیکھا ہے یہ عرصہ کس اذیت میں گزارا ہے۔ میرے لئے یہ بات نہایت تکلیف دہ تھی کہ پادری اپنے گمراہ کن خیالات سے مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلتا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے مسلمانوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب انکے ہی خلاف جاتا ہے۔ مجھے اسکا جواب دینے کا کوئی طریق سجھائی نہیں دیتا تھا۔ نہ تو مجھے عیسائیت کے بارہ میں کچھ علم تھا نہ ہی اسلامی نقطہ نظر سے اتنی واقفیت۔ ایم ٹی اے کی شکل میں عظیم اور بیش قیمت خزانہ ملنے سے قبل میری تمنا تھی کہ وہ دن بھی آئے جب پادری کے غرور کا سر نیچا ہو اور اسکی اسلام کے خلاف بدزبانی کا منہ توڑ جواب ملے۔آج الحمد للہ آپ کے پروگرام الحوار المباشر اور أجوبة عن الإيمان دیکھتا ہوں تو ایسے لگتا ہے جیسے میں اطمینان وسکینت بخش دودھ پی رہا ہوں۔اور میں جب بھی آپ کا یہ بے مثال پروگرام دیکھتا ہوں تو چین کا سانس لیتا ہوں۔

آپ نے حملہ روک دیا

...... محمود الشرباصی صاحب نے مکہ المکرّمہ سے لکھا:

میں اس کامیاب پروگرام پر اور اسلام کے دفاع پر آپ کا ازحد ممنون ہوں۔ اللہ آپ کو اس کی مزید توفیق

عطا فرمائے اور اپنی جناب سے حجت وبرہان عطا فرمائے۔ اللہ آپ کے ذریعہ اپنے دین کو عزت بخشے اور دشمن کو اپنے دین اور اپنی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت پر حملہ کرنے سے روک دے۔ پچھلے ماہ کے پروگرام بہت عمدہ تھے میری حیرت کی انتہا نہیں رہی جب پادری عبدالمسیح بسیط نے بھی اس پروگرام میں فون کیا تھا۔

موجب ازدیادِ ایمان

……حسن صاحب نے اٹلی سے الحوار المباشر میں فون کر کے کہا:

میں ایک حقیقت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پروگرام الحوار المباشر کا ہم بڑی شدت کے ساتھ انتظار کرتے ہیں اور شوق سے دیکھتے ہیں اور ہر دفعہ اس خوبصورت پروگرام کو دیکھنا میرے ایمان میں اضافہ کا موجب ہوا ہے۔ میں احمدی نہیں ہوں لیکن میرا بھی آپ کی طرح اسلام پر ایمان ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ بائبل کی حقیقت کے بیان پر مشتمل ان پروگراموں کے سلسلہ کو مکمل کریں۔ اس موضوع پر اب تک ہونے والے پروگرامز نہایت اعلیٰ تھے اور ہم نے بہت استفادہ کیا ہے۔ میرا ایک عیسائی دوست ہے جسے میں آپ کے پروگرام میں مذکور دلائل کی رو سے تبلیغ کرتا ہوں اور خدا کے فضل سے بیشتر باتوں کو اس نے تسلیم کیا ہے اور اس کا کریڈٹ آپ لوگوں کو جاتا ہے۔

اسلام کا مستقبل

……تیونس سے مکرم محمد الناجری صاحب نے فیکس کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں کیا:

بائبل میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کی پیشگوئیوں پر مشتمل پروگرام الحوار المباشر کے بعد آپ سے بات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں پروگرام کے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی پیشانیوں پر محبت بھرے اور شکرانے کے جذبات سے لبریز ہزار ہزار بوسے دینا چاہتا ہوں۔ یقیناً آپ لوگوں نے حقیقت کو آشکار کر دیا ہے۔

میں اس بات کا اعتراف کئے بغیر رک نہیں سکتا کہ میں دلی طور پر آپ سے بہت متاثر ہوا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ نے صبر کے ساتھ اس کام کو جاری رکھا تو انشاء اللہ اسلام کا مستقبل جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہے۔ میں عقیدے کے لحاظ سے سنی ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا معین ومددگار رہو۔ آمین۔

مناسب پروگرام اور مناسب لوگ

……علاء سرور صاحب نے کویت سے 2 فروری 2007 کے پرگرام میں کہا:

جماعت احمدیہ کے اس چینل نے مختلف (اسلامی وعیسائی) جہات سے مناسب لوگوں کا انتخاب کر کے اس الحوار المباشر میں پیش کیا ہے۔ میں خدا کو گواہ ٹھہرا کے کہتا ہوں کہ میں خدا کی خاطر آپ سے محبت کرتا ہوں۔

علاء سرور صاحب ہمارے ریگولر کالر تھے اور ردّ عیسائیت کے پروگرامز میں ان کی فون کالز بہت مفید اور علمی نکات پر مشتمل ہوتی تھیں۔ ایک پروگرام کے دوران جب کہ عیسائی پادریوں کے ساتھ بحث عروج پر تھی اور وہ اس ماہ کا آخری پروگرام تھا اس لئے مکرم شریف عودہ صاحب بار بار کہہ رہے تھے کہ اختصار کے ساتھ اپنے دلائل سمیٹنے کی کوشش کریں کیونکہ پروگرام کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ اس وقت مکرم علاء سرور صاحب نے سٹوڈیو میں فون کر کے کہا کہ بحث نہایت اعلیٰ پائے کی ہو رہی ہے اور میری درخواست ہے کہ آپ اس پروگرام کو ایک گھنٹہ مزید جاری رکھیں اور اس گھنٹہ کی نشریات کا خرچ ادا کرنے کا شرف مجھے عطا فرمائیں۔

جماعت احمدیہ کے کام بفضلہٖ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات اور راہنمائی کی روشنی میں ایک پرحکمت طریق اور ترتیب کے مطابق چلتے ہیں۔ جماعت کی مالی ضرورتیں پوری کرنے کا اللہ تعالیٰ نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے اس لئے جب بھی خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی مالی تحریک ہوتی ہے خدا کے فضل سے افراد جماعت پورے جوش وجذبہ کے ساتھ اس میں حصہ لیتے ہیں اور ہمیشہ توقعات سے بڑھ کر ثمرات ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر پاک جذبات کے ساتھ حلال کمائی سے دیئے گئے تھوڑے مال میں بھی اللہ تعالیٰ اتنی برکت رکھ دیتا ہے کہ ہمیں کسی غیر کی مالی امداد کی کوئی ضرورت یا حاجت نہیں رہتی۔ مندرجہ بالا تبصرہ کے یہاں ذکر کرنے سے مقصد قارئین کرام کے لئے وہ صورتحال اور لمحات نقل کرنا ہے جن کی افادیت اور عظمت کو غیروں نے بھی بشدت محسوس کیا۔

پروگرام کا لائیو ترجمہ

جب ایم ٹی اے پر ہر ماہ عربی زبان میں لائیو اور پوری دنیا کے سامنے کسر صلیب کا کام ہونے لگا تو اردو بولنے والے احمدی احباب کی طرف سے اس کے ترجمہ کے مطالبے بھی موصول ہونے لگے۔ جب یہ مطالبے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہوئے تو حضور انور نے مکرمہ مہا دبوس صاحبہ کو اس پروگرام کا عربی سے انگریزی جبکہ ممبران عربک ڈیسک کو عربی سے اردو لائیو ترجمہ کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ 3/اگست 2006 کو پہلی دفعہ اس پروگرام کا لائیو ترجمہ بھی شروع ہو گیا۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ آج تک جاری ہے۔ علاوہ ازیں 2009ء میں کچھ عرصہ کے لئے بنگالی زبان میں بھی اس پروگرام کا لائیو ترجمہ ہوا۔

لائیو ترجمہ کو بہت سے احمدی وغیر احمدی احباب نے سراہا اور احمدی احباب کو اس طرح الحوار کے نفس مضمون اور بحث کے متعلق آگاہی ہونے لگی۔ یہاں اس حوالے سے بھی ایک دو تبصرے پیش ہیں:

☆ حسن صاحب آف اٹلی کی فون کال کا ذکر آچکا ہے انہوں نے ایک اور پروگرام میں فون کر کے کہا کہ پروگرام کو اس حکمت اور حقیقت پسندی کے چلانے کے لئے ہم آپ کے شکرگزار ہیں۔ اس میں ہر ایک کو شرکت کی دعوت واجازت اور وقت دینے سے لگتا ہے کہ یہ پروگرام ہماری اپنی ملکیت ہو گیا ہے۔ اور اگر ہماری ملکیت ہے تو ہم یہ تجویز دیتے ہیں کہ اس پروگرام کے لائیو ترجمہ کے علاوہ بعد میں تسلی کے ساتھ مفصل طور پر متعدد زبانوں میں ترجمہ کیا جائے۔

☆ شروع کے پروگرامز میں مکرم عبادہ بربوش صاحب فون کالز لیتے تھے۔ ماریشس سے ایک دوست نے فون کر کے پیار بھری ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے عبادہ صاحب سے کہا: مجھے بتائیں کہ کیا اسلام صرف عربوں اور پاکستانیوں کے لئے آیا ہے؟ عبادہ صاحب نے کہا: نہیں، بلکہ اسلام تو تمام دنیا کے لئے آیا ہے۔ اس نے کہا پھر یہ پروگرام صرف عربی میں ہی کیوں ہے؟ اور اس کا ترجمہ صرف اردو میں ہی کیوں ہے؟ اس نے مزید کہا کہ ہم انگلش سمجھ لیتے ہیں اور کئی ایک دوست اکٹھے ہو کر اس پروگرام کا انگریزی ترجمہ سنا کرتے تھے اس دفعہ وہ ترجمہ نہیں آیا تو ہم استفادہ سے محروم ہیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ نمبر 16

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی آنکھیں کھولے اور وہ اپنی ظالمانہ حرکات سے باز آتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو پہچان لیں اور اپنی دنیا وعاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔ اللہ کرے ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن ماننے والوں میں شامل ہو جائیں جن کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ''مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا۔ اور اس نے غور کی۔ تب اس قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حَکم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے''۔ خدا تعالیٰ ہمیں یہ معیار حاصل کرنے والا بنائے۔ ہمیشہ ہمارے سینے کُھلے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ثباتِ قدم عطا فرمائے۔ ہماری مرضی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے تابع ہو جائے۔ نفسانی خواہشات ہم ترک کرنے والے ہوں اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھانے والے بن جائیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور دشمن کا ہر شر اور ہر وار اس پر الٹا دے۔ اور ہمارے لئے زمین میں فراخی پیدا کرتا چلا جائے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا اب اس کے بعد دعا ہو گی۔ دعا میں اسیران اور شہداء کی فیملیوں کو بھی یاد رکھیں، اسیران کو یاد رکھیں اور جیسا کہ میں نے کہا اغواء ہونے والے ہیں ایک معلم ہمارے، اسی طرح پاکستان میں چند لوگ بھی اغواء ہوئے ہوئے ہیں، اُن کے لئے بھی اللہ تعالیٰ جلد بازیابی کے سامان پیدا فرمائے۔ خدا تعالیٰ ہمیں ہر قسم کا شر جو دشمن ہمارے لئے استعمال کرتا ہے اس سے بچائے اور اُسی پر اس کے الٹانے کے سامان پیدا فرمائے۔ پھر بعض لوگ مختلف جہتوں سے تکلیفیں اٹھانے والے ہیں، پاکستان میں بھی اور باقی جگہوں میں بھی، اللہ تعالیٰ ان کی تکلیفوں کو بھی دور فرمائے۔ ہر قسم کی قربانیاں کرنے والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ درویشانِ قادیان کو بھی یاد رکھیں جن میں سے اب چند ایک رہ گئے ہیں۔ اُن کی اولادوں کو بھی کہ وہ اپنے بزرگ آباء کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہوں۔ اور جس قسم کی قربانی ان کے باپ دادا نے دی ہے اُس کو یاد رکھتے ہوئے ہمیشہ خالص ہو کر جماعت کی خدمت کرنے والے ہوں۔ جماعت کی ترقی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر قدم پر، ہر ملک میں، دنیا میں ہر جگہ جماعت کو ترقی عطا فرماتا چلا جائے اور اپنے سماوی نشانات سے، اپنی تائیدات سے ہمیں ہمیشہ نوازتا رہے۔ انسانیت کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے، دنیا کو عقل دے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے ان کو بچائے۔ اور جس تباہی کی طرف وہ بڑھ رہی ہے دنیا آج کل، اللہ تعالیٰ اس سے اس کو محفوظ رکھے۔ اور تمام دنیا ایک امن اور آشتی کا گہوارہ بن جائے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ دعا کر لیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی جس میں ایم ٹی اے کے توسط سے دنیا بھر کے کروڑوں احمدی شامل ہوئے۔ دعا کے بعد حضور انور نے بتایا کہ قادیان میں جلسہ کی حاضری 17 ہزار 114 ہے۔ بعد ازاں قادیان سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور آنحضرت ﷺ پر درود وسلام اور آپ کی نعت پر مشتمل دعائیہ نظمیں پڑھی گئیں۔ آخر پر لندن میں طاہر ہال سے بھی خدام نے نظمیں پڑھیں۔ اور یوں جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

(حضور انور کے خطاب کا مکمل متن بعد میں انشاء اللہ الفضل انٹرنیشنل کی کسی اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔)

بقیہ: نماز جنازہ۔ از صفحہ 12

(20) مکرمہ شمیم اسلام صاحبہ (اہلیہ مکرم سلیم احمد صاحب سرہندی آف واہ کینٹ) چند ماہ کی علالت کے بعد 3/نومبر 2010ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ہمیشہ اللہ کی رضا پر راضی رہنے والی بہت باہمت، بلند حوصلہ، صاف گو، پیار کرنے والی، ملنسار، مہمان نواز اور زندہ دل خاتون تھیں۔

(21) مکرم رشید احمد صاحب (صدر جماعت سرائے عالمگیر۔ ضلع جہلم) 10/نومبر کو 69 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نہایت نیک، ملنسار، اپنوں اور غیروں سب کا خیال رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

خطبہ جمعہ

کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے عشق و وفا کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور فرستادوں کا زمانہ پاتے ہیں۔ یہ نمونے دکھانے کا موقع ہم میں سے بعض کے باپ دادا کو بھی ملا، آباؤ اجداد کو بھی ملا، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وقت پایا اور اپنی محبت اور پیار اور عقیدت اور احترام کا اظہار براہِ راست آپ سے کیا اور پھر آپ علیہ السلام کے پیار اور شفقت سے بھی حصہ لینے والے بنے۔

یہ وہ محبت اور وفا کے نمونے ہیں جو آگے نسلوں کو بھی قائم رکھنے چاہئیں۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کے حضور علیہ السلام سے عشق و محبت کے ایمان افروز واقعات کا دلنشیں بیان)

ان بزرگوں کی نسلوں کو بہت زیادہ اپنے بزرگوں کے لئے دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور پھر ساتھ ہی اپنے ایمان کی ترقی اور استقامت کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 17 ردسمبر 2010ء بمطابق 17 رفتح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (البقرۃ:166)۔ اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی ہے جو درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے پیار اور محبت کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کس طرح اُس دلدار کو راضی کریں۔

حدیث میں بھی آتا ہے کہ جس روز خدا تعالیٰ کے سایہ عاطفت کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا، اُس روز جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ عاطفت میں لے گا اُن میں وہ دو لوگ بھی شامل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصلوۃ باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ حدیث نمبر 660)

یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی شدید محبت کا اظہار ہو۔ پس جب عام مومن کو ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا ہے تو جو اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور نبی ہوتے ہیں اُن سے محبت کو خدا تعالیٰ کس طرح نوازے گا، اس کا تو اندازہ لگایا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ عشق و محبت کے عجیب نظارے ہیں جس کا آخری سرا اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے عشق و وفا کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور فرستادوں کا زمانہ پاتے ہیں۔ یہ نمونے دکھانے کا موقع ہم میں سے بعض کے باپ دادا کو بھی ملا، آباؤ اجداد کو بھی ملا، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وقت پایا اور اپنی محبت اور پیار اور عقیدت اور احترام کا اظہار براہِ راست آپ سے کیا۔ اور پھر آپ علیہ السلام کے پیار اور شفقت سے بھی حصہ لینے والے بنے۔

اس وقت مَیں ایسے ہی چند بزرگوں کی روایات اور واقعات کا ذکر کروں گا۔ وہ کیا ہی بابرکت وجود تھے جنہوں نے مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں کو چھوا، آپ سے براہِ راست فیض پایا۔

مَیں نے جو بعض روایات لی ہیں ان میں سے پہلی روایت حضرت ولی داد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو راجپوت قوم کے تھے۔ ملک خان صاحب کے بیٹے ساکن مراڑا تحصیل نارووال، کہتے ہیں کہ ”مَیں نے دسمبر 1907ء میں جلسہ سالانہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی اور تاریخِ جلسہ سے ایک دن پہلے رات کو قادیان پہنچا تھا۔ صبح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھر سے باہر تشریف لانا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ مسجد مبارک کے پاس بہت بڑا ہجوم ہے۔ آدمی ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ مَیں چونکہ نووارد تھا، مَیں دوسری گلی پر کھڑا ہو کر دعا مانگ رہا تھا کہ اے مولا کریم! اگر حضور اس گلی سے تشریف لے آویں تو سب سے پہلے مَیں مصافحہ کرلوں۔ اُسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد اسی راستے سے تشریف لے آئے ہیں“۔ کہتے ہیں کہ ”یکلخت مجھے ایسا معلوم ہوا جس طرح سورج بادل سے نکلتا ہے اور روشنی ہو جاتی ہے۔ مَیں نے دوڑ کر سب سے پہلے مصافحہ کیا۔ حضور آریہ بازار کے راستے باہر تشریف لے گئے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ نواب محمد علی خان صاحب کے باغ کا جو شمالی کنارہ ہے وہاں سے حضور واپس مڑے۔ غالباً مسجد نور یا مدرسہ احمدیہ کی مغربی حد ہے، وہاں حضور بیٹھ گئے۔ صحابہ کرام ارد گرد جمع تھے اور میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی نے کچھ نظمیں اپنی بنائی ہوئیں سنائیں“۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 84 روایت حضرت ولی داد خان صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

پھر حضرت مدد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انسپکٹر بیت المال قادیان جو کہ راجہ فتح محمد خان صاحب کے بیٹے تھے، پاڑی پورہ ریاست کشمیر کے رہنے والے تھے۔ 1896ء میں انہوں نے بیعت کی اور 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ ”ایک دفعہ مجھے اپنے وطن میں رمضان المبارک کے مہینے میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس دفعہ قادیان میں جا کر روزے رکھوں اور عید وہیں پڑھ کر پھر اپنی ملازمت پر جاؤں۔ اُن دنوں میں ابھی نیا نیا ہی فوج میں جمعدار بھرتی ہوا تھا“۔ (میرا خیال ہے آج کل تو یہ عہدہ نہیں لیکن یہ junior comissioned officer ہوتے تھے) تو کہتے ہیں کہ ”میری اُس وقت ہر چند یہی خواہش تھی کہ اپنی ملازمت پر جانے سے پہلے مَیں قادیان جاؤں تا حضور کے چہرہ مبارک کا دیدار حاصل کرسکوں اور دوبارہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کروں، کیونکہ میری پہلی بیعت 1895ء یا 96ء کی تھی جو ڈاک کے ذریعے (خط کے ذریعے) ہوئی تھی“۔ کہتے ہیں ”میرا ان دنوں قادیان میں آنے کا پہلا ہی موقع تھا۔ نیز اس لئے بھی میرے دل میں غالب خواہش پیدا ہوئی کہ ہو نہ ہو ضرور اس موقع پر حضور کا دیدار کیا جاوے۔ شاید اگر ملازمت پر چلا گیا تو پھر خدا جانے حضور کو دیکھنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ لہٰذا یہی ارادہ کیا کہ پہلے قادیان چلا جاؤں اور حضور کو دیکھ آؤں اور پھر وہاں سے واپس آ کر اپنی ملازمت پر چلا جاؤں“۔ کہتے ہیں ”مَیں قادیان کو اس سوچ کے ساتھ آیا تھا لیکن جونہی یہاں آ کر مَیں نے حضور کے چہرہ مبارک کا دیدار کیا تو میرے دل میں یکلخت یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھ کو ساری ریاست کشمیر بھی مل جائے تو بھی آپ کو چھوڑ کر قادیان سے باہر ہرگز نہ جاؤں۔ یہ محض آپ کی کشش تھی جو مجھے واپس نہ جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ میرے لئے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر قادیان سے باہر جانا بہت دشوار ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آپ کو دیکھتے ہی سب کچھ بھول گیا۔ میرے دل میں بس یہی ایک خیال پیدا ہو گیا کہ اگر باہر کہیں تیری تنخواہ ہزار بھی ہوگی تو کیا ہوگا۔ لیکن تیرے باہر چلے جانے پر پھر تجھ کو یہ نورانی مبارک چہرہ ہرگز نظر نہیں آئے گا۔ میں نے اس خیال پر اپنے وطن کو جانا ترک کر دیا اور یہی خیال کیا کہ اگر آج یا کل تیری موت آ جائے تو حضور ضرور ہی تیرا جنازہ پڑھائیں گے جس سے تیرا بیڑا ابھی پار ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔ اور قادیان میں ہی رہنے کا ارادہ کرلیا۔ میرا یہاں پر ہر روز کا یہی معمول ہو گیا کہ ہر روز ایک لفافہ دعا کے لئے حضور کی خدمت میں آپ کے دَر پر جا کر کسی کے ہاتھ بھجوا دیا کرتا لیکن دل میں یہی خطرہ رہتا کہ کہیں حضور میرے اس عمل سے ناراض نہ ہو جائیں اور دل میں یہ محسوس نہ کریں کہ ہر وقت تنگ کرتا رہتا ہے۔ لیکن میرا یہ خیال غلط نکلا وہ اس لئے کہ ایک روز حضور نے مجھے تحریراً جواب میں فرمایا کہ آپ نے یہ بہت اچھا رویہ اختیار کرلیا ہے کہ مجھے یاد کرواتے رہتے ہو۔ جس پر مَیں بھی آپ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا ہوں اور انشاء اللہ پھر بھی کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خود ہی

دین و دنیا میں کامیابی دے گا۔ اور خدا آپ پر راضی ہو جائے گا۔ اور آپ کی شادی بھی خدا ضرور ہی کرا دے گا۔ آپ مجھے یاد دہانی کراتے رہا کرو۔ مَیں آپ پر بہت خوش ہوں‘‘۔ کہتے ہیں کہ ’’خاکسار نے حضور کی اس تحریر کو شیخ غلام احمد صاحب نومسلم کو دکھایا اور کہا کہ حضور نے خاکسار کو آج یہ تحریر فرمایا ہے اور پھر کہا یہ کیا بات ہے کہ مَیں نے تو کبھی کسی موقع پر بھی حضور کو اپنی شادی کرنے یا کرانے کے بارے میں اشارہ تک نہیں کیا۔ اس پر شیخ صاحب ہنس کر کہنے لگے کہ اب تو تمہاری شادی بہت جلد ہونے والی ہے۔ کیونکہ حضور کا فرمانا خالی نہیں جایا کرتا۔ آپ تیار ہی رہیں‘‘۔ لکھتے ہیں کہ ’’خدا شاہد ہے کہ حضور کے اس فرمانے کے قریباً دو ماہ کے اندر اندر ہی میری شادی ہو گئی۔ اس سے پہلے میری کوئی بھی کسی جگہ شادی نہیں ہوئی تھی۔ میری دو شادیاں حضور نے ہی کرائی تھیں۔ ورنہ مجھ جیسے پردیسی کو کون پوچھتا تھا۔ یہ محض حضور کی خاص مہربانی اور نظرِ کرم تھی کہ آپ کے طفیل میری شادیاں ہوئیں۔ کہاں مَیں اور کہاں یہ عمل‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 95تا 97 روایت حضرت مدد خان صاحبؓ ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت ماسٹر محمد پریل صاحبؓ ساکن کمال ڈیرہ سندھ لکھتے ہیں کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہ۔اما بعدٗ ۔ یہ عاجز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جولائی 1905ء میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء پر دست بیعت ہوا تھا۔ اُس زمانے میں مسجد مبارک بہت چھوٹی تھی۔ چار پانچ آدمی صف میں بیٹھتے تو جگہ بھر جاتی تھی۔ اُس ماہ میں بہت گرمی تھی یعنی جولائی میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جب مسجد میں تشریف آور ہوتے تو مَیں پنکھا چلاتا تھا، (ہاتھ کا پنکھا جھلا جاتا تھا)۔ مولوی محمد علی صاحب کا دفتر مسجد مبارک کے اوپر تھا۔ ایک دن مولوی محمد علی صاحب کو کچھ حضور کے آگے گزارش کرنی تھی، (اُن کا خیال تھا کہ بیٹھ کر گزارش کروں) مگر بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی۔ کہتے ہیں یہ عاجز حضرت اقدس کے زانوئے مبارک سے اپنے زانو کو ملا کر پنکھا چلاتا تھا۔ مولوی محمد علی نے ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اس کو پیچھے ہٹنے کے لئے اشارہ کرو۔ کہتے ہیں مَیں اشارے پر پیچھے ہٹنے لگا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے میرے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا: مت ہٹو، بیٹھے رہو اسی طرح۔ یہ عاجز پھر پنکھا چلانے لگا۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے کھڑے ہو کر اپنی گذارش کی۔ حضرت اقدس نے ان کو مناسب جواب دیا۔ مولوی صاحب تحریر کر کے (لکھ کے) چلے گئے۔ لکھتے ہیں کہ اُس زمانے میں تو اس بات کا خیال نہیں رہا۔ اب اس بات سے بہت سُرور اور لذّت آتی ہے کیونکہ مَیں ایک ادنیٰ آدمی اور بے سمجھ اردو بھی پوری طرح نہیں آتی تھی اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اور عالم تھے مگر نبی اللہ کی نظر میں ادنیٰ اور اعلیٰ ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ عاجز پندرہ دن صحبت میں رہا اور ہر ایک دن میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کا نورانی چہرہ روشن دیکھنے میں آتا تھا۔ اس عاجز کو یہ ہی معلوم ہوتا تھا کہ اب حمام خانہ سے غسل کر کے آ گئے ہیں اور سرِ مبارک کے بالوں (جو کندھے کے برابر تھے) سے گویا موتیوں کے قطرے گر رہے ہیں۔ اس عاجز نے پندرہ روز میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرہ مبارک میں غم نہیں دیکھا۔ جب بھی مجلس میں آتے خوش خندہ پیشانی ہوتے‘‘۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3صفحہ 92 روایت حضرت ماسٹر محمد پریل صاحبؓ ۔ غیرمطبوعہ)

پھر حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحب ولد چوہدری شرف الدین صاحب ساکن گھاکڑ چیماں تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ ’’1902ء کی گرمیوں کا موسم تھا۔ مَیں ان دنوں ملتان چھاؤنی ریلوے سٹیشن پر بطور سگنلر (signaler) ملازم تھا۔ میرے خیالات اہلحدیث کے تھے اور میں مولوی عبدالجبار اور عبدالغفار اہلحدیث جو دونوں بھائی تھے اور ملتان شہر کے قلعے کے پاس ان کی کتابوں کی دکان تھی اُن سے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا کرتا تھا کہ اتفاقاً میری ملاقات مولوی بدرالدین احمدی سے ہوئی جو شہر کے اندر ایک پرائیویٹ سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ انہوں نے مجھے اخبار الحکم پڑھنے کو دیا۔ مجھے یاد ہے کہ اخبار الحکم کے پہلے صفحے پر لکھا ہوا تھا کہ خدا تعالیٰ کی تازہ وحی اور کلماتِ طیبات امام الزمان۔ مَیں ان کو پڑھتا تھا اور میرے دل کو ایک ایسی کشش اور محبت ہوتی تھی کہ فوراً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں پہنچوں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا اور باوجود اہلحدیث کے مولویوں کے بہکانے اور ورغلانے کے میں نے تھوڑے ہی عرصے میں احمدیت کو قبول کر لیا۔ مولوی بدرالدین صاحب نے مجھے قادیان فوراً جانے کا مشورہ دیا۔ اور میرے ساتھ ایک اور اہلحدیث مولوی بھی تیار ہو گئے۔ وہ مولوی سلطان محمود صاحب اہلحدیث کے شاگردِ خاص تھے۔ کہتے ہیں غربت کی حالت تھی۔ پندرہ روپے میری تنخواہ تھی۔ مَیں نے رخصت لی اور ریلوے پاس کا حق نہیں تھا۔ مَیں نے بمعہ دوسرے دوست کے امرتسر کا ٹکٹ لیا۔ کیونکہ ہمارے پاس قادیان کا کرایہ پورا نہ تھا۔ امرتسر پہنچ کر ہمارا ٹکٹ ختم ہو گیا۔ اور ہم نے بٹالے والی گاڑی میں سوار ہونا تھا مگر ہمارے پاس صرف آٹھ آنے کے پیسے تھے۔ اس لئے ہم نے دو دو آنے کا ’وریکہ‘ کا ٹکٹ لے لیا اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ یہ بھی وہاں سوار ہونے کے بعد پھر ہمیں خیال آیا کہ بٹالے جانا ہے اور ٹکٹ بھی اتنا نہیں ہے۔ خیر ہم بیٹھے رہے۔ اس دوران میں ٹکٹ چیکر آ گیا۔ اس نے ٹکٹ ہمارا چیک کیا۔ لیکن ٹکٹ اچھی طرح چیک کرنے کے باوجود ہمیں ٹکٹ چیک کر کے واپس کر دیا کہ ٹھیک ہے۔ اور اسی طرح سٹیشن سے باہر نکلتے ہوئے ٹکٹ چیک کرنے والے نے ٹکٹ چیک کیا اور ہمیں کچھ نہیں کہا۔ ہم یہی دعا کرتے رہے کہ ایک نیک مقصد کے لئے ہم جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی بے عزتی سے بچا لے۔ تو کہتے ہیں کہ اس ٹکٹ نے ہمیں آخر تک پہنچا دیا۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے لئے ایک پہلا معجزہ جو ہم نے دیکھا وہ یہی تھا۔ لیکن بہرحال نیت نیک تھی۔ مجبوری تھی اس کی وجہ سے انہوں نے ٹکٹ لیا نہ کہ ارادۃً دھوکہ دینے کے لئے۔ تو بہرحال لکھتے ہیں کہ بٹالے سے پھر پیدل قادیان چلے گئے۔ قادیان جب ہم مسجد مبارک میں داخل ہوئے اُسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے۔ میرے ساتھ جو دوست تھا وہ ایک اہلحدیث عالم تھا۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ملتے ہی ایک سوال کیا کہ جب قرآن اور حدیث ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے تو آپ کی بیعت کی کیا ضرورت ہے؟ حضور اُسی وقت وہیں کھڑے ہو گئے اور تقریر شروع فرمائی۔ ابھی حضور کی تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ معترض ساتھی نے عرض کیا کہ حضور میری تسلی ہو گئی ہے۔ مَیں بیعت کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ابھی ٹھہرو اور پوری تسلی کر لو۔ شاید آپ کو دھوکہ نہ لگ جائے۔ پھر نماز ظہر پڑھا کر گھر تشریف لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تقریر کے خاتمے پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ اخباروں میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے۔ (یعنی یہ سوال جواب پہلے ہو چکے ہوئے ہیں جو اس نے کیا تھا کہ کیا ضرورت ہے قرآن اور حدیث کی موجودگی میں کسی اور کی بیعت کرنے کی؟)۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پھر باہر سے آنے والے لوگ حضور کی خدمت میں سوال کر کے تکلیف دیتے ہیں اور اخبار کو نہیں پڑھتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب! تقریر تو میں کرتا ہوں اور تکلیف آپ کو ہوتی ہے۔ حضور ہر سوال کرنے والے کا بڑی خندہ پیشانی سے جواب فرمایا کرتے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمر 3 صفحہ 121 تا 124 روایت حضرت چوھدری عبدالحکیم صاحبؓ ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحب ولد چوہدری شرف الدین صاحب گاکھڑ چیماں تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ ’’جس شام کو میں نے بیعت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے تشریف لے جانے کے بعد مَیں حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوا جو مسجد مبارک کے چھت کے پاس ہی کوٹھڑی میں رہتے تھے‘‘۔ پہلی روایت بھی ان کی ہے۔ ’’انہوں نے ایک چھوٹی سی چارپائی چھت پر بچھائی ہوئی تھی۔ مَیں اُن کی خدمت میں دیر تک بیٹھا رہا اور بہت سے مسئلے پوچھتا رہا۔ مگر سوائے ایک بات کے اور کوئی مجھے یاد نہیں رہی اور وہ یہ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ مخالف لوگ کہتے ہیں کہ نورالدین دنیا کمانے کے لئے قادیان آیا ہے۔ مگر مجھے تو وہ چارپائی ملی ہے‘‘ (چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے) ’’جس پر میرا آدھا جسم نیچے ہوتا ہے۔ مَیں تو صرف خدا کے لئے یہاں آیا ہوں اور مَیں نے وہ حضرت اقدس کی بیعت میں پا لیا۔ جس خدا کے لئے میں یہاں آیا ہوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر کے مَیں نے پا لیا‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمر 3 صفحہ 125 روایت حضرت چوھدری عبدالحکیم صاحبؓ ۔ غیر مطبوعہ)

یہی اعزاز تھا جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شعر میں حضرت خلیفۂ اوّل کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

(درثمین فارسی صفحہ 117 مطبوعہ ربوہ)

کہ کیا ہی خوشی کی بات ہو اگر ہر ایک دل میں نورالدین کی طرح کا جذبہ ہو۔ اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب ہر دل میں ایک یقین بھرا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعوے کے بارے میں حق الیقین پر قائم ہوں تو تبھی وہ رُتبہ ملتا ہے جو حضرت مولانا نورالدین صاحب کو ملا۔

حضرت حامد حسین خان صاحبؓ جو محمد حسین خان صاحب مراد آباد کے بیٹے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں 1902ء میں علی گڑھ سے آ کر میرٹھ میں ملازم ہوا تھا۔ میری ملازمت کے کچھ عرصے بعد مکرمی خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب بسبیلِ تبادلہ بعہدہ انسپکٹر آبکاری میرٹھ میں تشریف لے آئے۔ آپ چونکہ احمدی تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر چکے تھے، لہٰذا آپ کے گھر پر دینی ذکر و اذکار ہونے لگے۔ اور شیخ

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

عبدالرشید صاحب زمیندار ساکن محلّہ رنگ ساز صدر بازار میرٹھ کیمپ پر مولوی عبدالرحیم صاحب وغیرہ خان صاحب موصوف کے گھر پر آنے جانے لگے۔ خان صاحب موصوف سے چونکہ مجھے بوجہ علی گڑھ کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے محبت تھی۔ اس لئے میری نشست و برخاست بھی خان صاحب کے گھر پر ہونے لگی۔ مَیں نے کتابیں دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تو حضرت اقدس مسیح موعود کی چھوٹی چھوٹی تصانیف خان صاحب نے مجھے دیں جن میں غالبًا برکات الدعا پہلے پڑھی اور اس طرح اور کتابیں تھیں۔ کہتے ہیں وہ مَیں نے دیکھنی شروع کیں۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی خان صاحب کے ہاں تشریف لائے اور میرٹھ میں مناظرے کے طور پر گئے۔ اُس وقت صرف ایک ہی مسئلہ زیرِ بحث تھا۔ اور وہ وفاتِ مسیح کا مسئلہ تھا۔ مناظرہ وغیرہ تو میرٹھ کے شریر اور فسادی لوگوں کے باعث نہ ہوا۔ لیکن مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کی تقریر ضرور مَیں نے وفاتِ مسیح کے متعلق سنی۔ کہتے ہیں کہ میرٹھ کی پبلک سے جو جھگڑا مناظرے کے متعلق ہوا اُس کے علیحدہ ایک رسالہ میں واقعات آ گئے ہیں۔ بہر حال اس کے بعد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے خان صاحب موصوف سے عرض کیا کہ اگر حضرت اقدس کہیں میرٹھ کے قریب قریب تشریف لائیں تو مجھے ضرور اطلاع دیں۔ میں ایسے عظیم الشان شخص کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر نہ دیکھوں تو بڑی بد نصیبی ہوگی۔ وہ کہتے ہیں اُس وقت مجھے بیعت کا خیال تو نہیں تھا۔ اس کے بعد 1904ء میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا جس کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے۔ اس کے بعد ایک دن خانصاحب موصوف نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بھی زیارت کے لئے چلیں۔ کہتے ہیں میں نے آمادگی ظاہر کر دی اور پھر ہم دہلی چلے گئے۔ دہلی میں حضرت اقدسؑ کا قیام الف خان والی حویلی میں جو محلّہ چتلی قبر میں واقع ہے وہاں تھا۔ میں اور خانصاحب موصوف بذریعہ ریل دہلی پہنچے۔ غالبًا بارہ، ایک بجے کا وقت تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ مکان کے اوپر کے حصہ میں تشریف رکھتے تھے اور نیچے دوسرے دوست ٹھہرے ہوئے تھے۔ مکان میں داخل ہوتے ہوئے میری نظر مولوی محمد احسن صاحب پر پڑی۔ چونکہ ان سے تعارف میرٹھ کے قیام کے وقت سے ہو چکا تھا تو میں ان کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں غالبًا خان صاحب نے جو اس برآمدہ میں بیٹھے تھے جس کے اوپر کے حصہ میں حضرت اقدسؑ کا قیام تھا مجھ کو اپنے پاس بلا لیا۔ مَیں ایک چارپائی پر پائینتی کی طرف بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا۔ جہاں میں بیٹھا تھا ان کے قریب ہی زینہ تھا، سیڑھیاں تھیں گھر کے اوپر والے حصے میں جانے کی، تو کہتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ اوپر سے تشریف لے آئے۔ سیڑھیوں کی طرف میری پشت تھی۔ اور مَیں نے آتے ہوئے دیکھا نہیں ۔ حضور علیہ السلام نیچے تشریف لائے اور آہستگی سے آ کر میرے برابر پلنگ کی پائینتی پر بیٹھ گئے۔ میرے ساتھ ہی بڑی بے تکلفی سے بیٹھ گئے۔ کہتے ہیں مَیں تو پہچانتا نہیں تھا۔ جب حضور بیٹھ گئے تو اس وقت پہچاننے والا اور کوئی تھا نہیں۔ تو کسی نے مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ اس وقت میں گھبرا کر وہاں سے اٹھنا چاہتا تھا کہ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہیں بیٹھے رہیں۔ یہ یاد نہیں کہ حضور نے مجھ کو بازو سے پکڑ کر بٹھا دیا یا صرف زبان سے ارشاد فرمایا۔ حضرت صاحب کے تشریف لانے کے بعد تمام دوستوں کو جو مکان کے مختلف حصوں میں قیام پذیر تھے اطلاع ہوگئی اور مکان میں ایک ہلچل مچ گئی۔ اس قدر یاد ہے کہ غالبًا خانصاحب نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ میرٹھ سے آئے ہیں۔ اور اتنے میں اور باتیں ہونے لگیں۔ پھر آگے کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں وہاں ادا کی گئیں اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو دوست بیعت کرنا چاہتے ہوں وہ آگے آ جائیں۔ اس پر کسی اور دوست نے بھی اونچی آواز میں اعلان کیا۔ چنانچہ بہت سے دوست آگے ہوئے اور مَیں سب سے پیچھے رہ گیا۔ حضور نے بیعت شروع کرنے سے قبل ارشاد فرمایا کہ جو دوست مجھ تک نہیں پہنچ سکتے وہ بیعت کرنے والوں کی کمر پر ہاتھ رکھ کر جو مَیں کہوں وہ الفاظ دہراتے جائیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں اس وقت بھی خاموش الگ سب سے پیچھے بیٹھا رہا کیونکہ ارادہ نہیں تھا بیعت کرنے کا، اور ہاتھ بیعت کرنے والوں کی کمر پر نہیں رکھا۔ جب حضرت صاحب نے بیعت شروع کی تو میرا ہاتھ بغیر میرے ارادے کے آگے بڑھا اور جو صاحب میرے آگے بیٹھے ہوئے تھے، مَیں نے ہاتھ اُن کی کمر پر رکھ دیا اور اُس کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرانے لگا۔ اور پھر دوبارہ لکھتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرا ہاتھ میرے ارادے سے آگے نہیں بڑھا بلکہ خود بخود آگے بڑھ گیا۔ جب حضرت اقدسؑ نے رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کی دعا کا ارشاد فرمایا۔ سب نے اس کو دہرایا۔ مَیں نے بھی دہرایا۔ لیکن جب حضرت صاحب نے اس کے معنے اُردو میں فرمانے شروع کئے اور بیعت کنندوں کو دہرانے کا ارشاد فرمایا تو مَیں نے جس وقت وہ الفاظ دہرائے تو اپنے گناہوں کو یاد کر کے سخت رقّت طاری ہوگئی۔ اور یہاں تک کہ اس قدر زور سے میں چیخ کر رونے لگا کہ سب لوگ حیران ہو گئے اور مَیں روتے روتے بیہوش ہو گیا۔ مجھ کو خبر ہی نہیں رہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ جب دیر ہوگئی تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ پانی لاؤ۔ وہ لایا گیا اور حضور نے اس پر کچھ پڑھ کر میرے اوپر چھڑکا۔ یہ مجھ کو خانصاحب سے معلوم ہوا۔ انہوں نے بعد میں بتایا۔ ہاں اس قدر یاد ہے کہ حالتِ بیہوشی میں مَیں نے دیکھا کہ مختلف رنگوں کے نور کے ستون آسمان سے زمین تک ہیں۔ اس کے بعد مجھ کو کسی دوست نے زمین سے اٹھایا۔ میں بیٹھ گیا مگر میرے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اس قدر حالت متغیر ہوگئی کہ میرٹھ آ کر بھی بار بار روتا تھا۔ پھر خانصاحب موصوف نے میرے نام ”بدر“ و ”ریویو“ جاری کرا دیا۔ اور بدر میں حضرت اقدسؑ کی وحی مقدس شائع ہوتی تھی۔ اس سے بہت محبت ہوگئی۔ اور ہر وقت یہ جی چاہتا تھا کہ تازہ وحی سب سے پہلے مجھ کو معلوم ہو جائے۔ پھر جلسہ پر دارالامان جانے لگا اور برابر جاتا رہا۔ حضرت اقدسؑ کو دعاؤں کے لئے خط لکھتا رہا۔ اور ایک خط کا جواب حضرت اقدسؑ نے اپنے دستِ مبارک سے دیا تھا۔ وہ میرے پاس اب تک موجود تھا۔ لیکن بعد میں کہیں گم گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 63 تا 67۔ روایت حضرت حامد حسین خان صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت مستری اللہ دتہ ولد صدر دین صاحب رضی اللہ عنہ سکنہ بھانبڑی ضلع گورداسپور کہتے ہیں کہ 1894ء میں انہوں نے بیعت کی تھی اور 1894ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ ”میرے استاد کا نام مہر اللہ تھا۔ میں نے اُن سے قرآن شریف سادہ پڑھا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ امام مہدی ظاہر ہونے والا ہے اس کی بیعت کر لینا۔ جب خبر سنائی دی کہ قادیان میں حضرت امام مہدی ظاہر ہو گئے تو میں نے اپنے استاد مہر اللہ صاحب کے کہنے پر بیعت کر لی۔ مَیں نے اور میرے بھائی رحمت اللہ صاحب نے قادیان میں آ کر بیعت دستی کر لی تھی۔ اور بھانبڑی سے ہمیشہ جمعہ قادیان میں آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہم پڑھا کرتے تھے۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے دوست اگر تمہارے پاس آیا کریں تو ان کی خاطر تواضع کیا کرو۔ ماسٹر عبدالرحمان صاحب بی اے بھانبڑی بھی ہمارے پاس جایا کرتے تھے اور مفتی فضل الرحمان صاحب بھی کبھی کبھی جایا کرتے تھے“۔ کہتے ہیں کہ ”مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبانی اکثر دفعہ سنا ہے کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا سلسلہ سچا ہے۔ اس کو انشاء اللہ زوال نہ ہوگا۔ جھوٹ تھوڑے دن رہتا ہے اور سچ سدا رہتا ہے۔ کچھ زمیندار مہمان قادیان میں آ گئے تھے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ اس وقت صبح آٹھ بجے کا وقت ہوگا۔ حضرت صاحب نے باورچی سے پوچھا۔ کچھ کھانا ان کو کھلایا جائے۔ باورچی نے کہا کہ حضور رات کی بچی ہوئی باسی روٹیاں ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ کچھ حرج نہیں ہے لے آؤ۔ چنانچہ باسی روٹیاں لائی گئیں۔ حضور نے بھی کھائیں اور سب مہمانوں نے بھی کھا لیں۔ غالبًا وہ مہمان قادیان سے واپس اپنے گاؤں اٹھوال کو جانے والے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ باسی کھا لینا سنت ہے“۔

(رجسٹر روایت صحابہ نمبر 4 صفحہ 106 روایت حضرت مستری اللہ دتہ صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت میراں بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں شرف الدین صاحب درزی گوجرانوالہ آبادی چاہ روڈا محلّہ احمد پورہ لکھتے ہیں کہ ”خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت قریباً 1897ء یا 98ء میں کی۔ مگر اپنے والد صاحب سے کچھ عرصہ تک اس امر کا اظہار نہ کیا۔ آخر کب تک پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ بھید کھل گیا تو والد صاحب نے خاکسار کو صاف جواب دے کر گھر سے نکال دیا۔ تو خاکسار نے خدا رازق پر توکل کر کے ایک الگ دوکان کرایہ پر لے لی۔ تنگدستی تو تھی ہی مگر دل میں شوق تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے بموجب حیثیت حضرت اقدس علیہ السلام کے لئے ایک پوشاک بنا کر اور اپنے ہاتھ سے سی کر حضور کی خدمت میں پیش کی جائے۔ اسی خیال سے مَیں نے ایک کرتہ ململ کا اور ایک سلوار لٹھے کی اور ایک کوٹ صرف سیاہ رنگ کا اور ایک دستار ململ کی خرید کر اور اپنے ہاتھ سے سی کر پوشاک تیار کر لی اور قادیان شریف کا کرایہ ادھر ادھر سے پکڑ پکڑا کر قادیان شریف پہنچ گیا۔ دوسرے روز جمعہ کا دن تھا۔ اس لئے خیال تھا کہ اگر ہو سکے تو یہ ناچیز اور غریبانہ تحفہ آج ہی حضور کی خدمتِ بابرکت میں پہنچ جائے تو شاید حضور جمعہ کی نماز سے پہلے ہی اس کو پہن کر اس غریب کے دل کو خوش کر دیں۔ غرض اسی سوچ بچار میں قاضی ضیاء الدین صاحب کی دوکان پر پہنچ گیا اور ان کے آگے اپنی دلی خواہش کا اظہار کر دیا۔ وہ سنتے ہی کہنے لگے کہ چل میاں، میں تم کو حضور کی خدمت میں پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی وقت اٹھ کر مجھے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے۔ اس وقت حضور علیہ السلام ایک تخت پوش پر بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے۔ اور خواجہ صاحب کمال الدین تخت پوش کے سامنے ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم دونوں بھی وہاں خواجہ صاحب کے پاس بیٹھ گئے۔ خواجہ صاحب نے دریافت کیا کہ اس وقت کیسے آئے۔ قاضی صاحب نے میری خواہش کا اظہار کر دیا۔ خواجہ صاحب تھوڑی دیر خاموش رہ کر میری طرف مخاطب ہوئے اور کہا کیوں میاں! مَیں ہی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تمہاری وکالت کردوں۔مَیں نے کہا یہ تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔اس پرخواجہ صاحب نے مجھ سے وہ کپڑے لے کرحضور علیہ السلام کوپیش کردیئے۔اورساتھ ہی یہ عرض بھی کردی کہ حضوراس لڑکے کی خواہش ہے کہ حضوران کپڑوں کوپہن کرجمعہ کی نمازپڑھیں۔خواجہ صاحب کی یہ بات سن کرحضور نے کپڑے اٹھاکر پہننے شروع کردیئے’’۔(مطلب یہ کہ فوری تونہیں پہنے ہوں گےلیکن دیکھنے شروع کردیئے)‘‘لیکن جب کوٹ پہنا تو وہ تنگ تھا۔تومَیں نے عرض کی کہ حضورکوٹ بہت تنگ ہے۔اگراس کواتاردیں تو میں اس کو کچھ کھول دوں۔حضور نے کوٹ اتارکرمجھے دے دیا۔میں جلدی سے اٹھ کر بازار میں آیا اور ایک درزی کی دوکان پربیٹھ کرتھوڑا سا کوٹ کوکھولا اورخدمت میں پیش کیا۔حضور نے کوٹ پہن لیا مگرابھی بھی بٹن بندنہیں ہوتے تھے۔مگرحضور نے کھینچ تان کربٹن لگالئے اورکچھ بھی خیال نہ کیا کہ یہ کپڑے حضور کے پہننے کے لائق بھی ہیں یانہیں’’۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 12 تا 14۔ روایت حضرت میاں میراں بخش صاحبؓ۔ غیرمطبوعہ)

حضرت ماسٹرخلیل الرحمٰن صاحب چھبر جوریاست جموں کے مولوی نیک عالم صاحب کے بیٹے تھے، لکھتے ہیں کہ 1929ء میں پینشن حاصل کی اور قادیان آ گیا۔ 1907ء کے جلسہ سالانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے تو تمام مسجدپُر ہوگئی اورکوئی جگہ باقی نہ تھی۔حضور کے ساتھ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے۔اُن کی بغل میں جائے نماز تھی۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم دیا کہ جوتیاں لوگوں کی ہٹا کر جائے نماز بچھادی جاوے جس پرشمال کی طرف ڈاکٹر صاحب مذکوراوران کے بائیں طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اورحضور کے بائیں طرف عاجز راقم نے نماز پڑھی۔الحمد للہ۔ الحمدللہ۔اُس دن حضرت صاحب جری اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی تقریرسب تقریروں کے بعد تھی۔یعنی کم ازکم پانچ گھنٹے بعد حضور کی تقریر ہوئی تھی۔ پہلے مقررین کی تقریروں میں سے راقم نے کچھ نہیں سنا اورحضرت جری اللہ مسیح موعودالصلوۃ والسلام کی پاک صورت اورمبارک چہرے پرمیری نظر تھی اور میں زارزار رورہا تھا۔غالباًاس کی وجہ اب مجھے یہ معلوم ہوتی ہے کہ مَیں نے زندگی میں اس کے بعدحضورانورؑکونہیں دیکھنا تھا۔اس لئے اس روز راقم نے پانچ گھنٹہ حضور کے رُوئے مبارک کوٹکٹکی باندھے دیکھا اوربخدا مجھے کسی کی تقریرکا کوئی حصہ یادنہیں ہے اوراس عرصہ میں زارقطار رویا اورپرجوش محبت سے گریہ وبُکا کیا۔الحمدللہ۔پھر اپنے وقت پرحضرت اقدسؑ سٹیج پرتشریف لے گئے اورسورہ الحمدشریف کی نہایت ہی لطیف اورلذیذ وپُرتاثیر تفسیر بیان فرمائی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 136-125 روایت حضرت ماسٹر خلیل الرحمن صاحبؓ۔ غیرمطبوعہ)

(آج برف پڑنے کی وجہ سے ٹریفک زیادہ تھا،اس لئے لیٹ ہوگیا،حالانکہ نکلا بھی پہلے تھا لیکن جمعہ شروع ہونے کے بعداب دھوپ نکل آئی ہے۔چلیں تھوڑی دیرآپ لوگ صبر سے انتظار کرلیں۔وقت تو مَیں اگرپورانہیں توکم ازکم زائدضرورلوں گا۔)

حضرت غلام رسول صاحب رضی اللہ عنہ چانگریاں تحصیل پسرور،ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ’’خاکسار خدا کے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ میں داخل ہے۔مَیں نے 1901ء میں یا1902ء میں بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پرکی تھی۔اُس وقت حضور کی خدمت میں ایک ہفتہ رہا۔اورہم آپ کو جب آپ مسجد میں عموماً مغرب کی نماز کے بعد بیٹھتے تھے دباتے تھے۔یعنی ٹانگیں وغیرہ دبایا کرتے تھے۔اورآپ ہم کومنع نہیں کرتے تھے۔اورآپ کا چہرہ مبارک ایسا تھا کہ وہ شبہات جومولوی ڈالتے تھے آپ کا چہرہ دیکھنے سے دورہوجاتے تھے۔چنانچہ مَیں نے سنا ہوا تھا کہ مہدی معہود کا چہرہ ستارے کی طرح چمکتا ہوگا اورمَیں نے ایسا ہی پایا۔اورمیرے سارے اعتراضات آپ کے چہرہ دیکھتے ہی حل ہوگئے۔اورجب آپ پرکرم دین نے دعویٰ کیا تھا اورمجسٹریٹ چندولال کی عدالت میں دعویٰ تھا اوربہت شورتھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ضرورجیل میں جائیں گے اورحضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ لوگ یہ افواہ اڑارہے ہیں کہ میں جیل میں جاؤں گا۔ہمارا خدا کہتا ہے تمہیں ایسی فتح دوں گا جیسے صحابہ کو جنگ بدرمیں دی تھی اوروہ الفاظ آپ کے اب تک کانوں میں گونجتے ہیں’’۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 111 روایت حضرت غلام رسول صاحبؓ ۔ غیرمطبوعہ)

حضرت رحمت اللہ صاحب احمدی پنشنر۔سنگروریاست جیند لکھتے ہیں کہ’’میرانام رحمت اللہ خلف مولوی محمدامیرشاہ قریشی سکنہ موضع بیرمی ضلع لدھیانہ ہے۔کہتے ہیں خدا نے اپنے فضل ورحم سے مجھے چن لیا۔ اورغلامی حضور سے سرفرازفرمایا ورنہ من آنم کہ من دانم۔تفصیل اس کی یہ ہے: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے چندماہ لدھیانہ میں قیام فرمایا۔میری عمراس وقت قریباً سترہ اٹھارہ برس کی ہوگی۔اورطالب علمی کا زمانہ تھا۔میں حضور کی خدمتِ اقدس میں گاہے بگاہے حاضرہوتا۔مجھے وہ نورجوحضور کے چہرہ مبارک پر ٹپک رہا تھا نظرآیا۔جس کے سبب سے میرا قلب مجھے مجبورکرتا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے۔مگرگردونواح کے مولوی لوگ مجھے شک میں ڈالتے۔اسی اثناء میں حضور کا مباحثہ مولوی محمدحسین بٹالوی سے لدھیانہ میں ہوا جس میں مَیں شامل تھا۔اس کے بعدخدا نے میری ہدایت کے لئے ازالہ اوہام کے ہردوحصے بھیجے۔وہ سراسرنوروہدایت سے لبریز تھا۔خدا جانتا ہے کہ میں اکثراوقات تمام رات نہیں سویا۔اگرکتاب پرسررکھ کر غنودگی ہوگئی توہوگئی ورنہ کتاب پڑھتا رہا اورروتا رہا کہ خدا یہ کیا معاملہ ہے۔مولوی لوگ کیوں قرآن شریف کوچھوڑتے ہیں؟ خدا جانتا ہے کہ میرے دل میں شعلۂ عشق بڑھتا گیا۔میں نے مولوی رشیداحمد صاحب گنگوہی کولکھا کہ حضرت مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تیس آیات سے ثابت کرتے ہیں۔آپ براہِ مہربانی حیات کے متعلق جوآیات واحادیث ہیں تحریرفرماویں۔اورساتھ جوتیس آیاتِ قرآنی جوحضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں تردید فرماکرمیرے پاس بھجوادیں۔میں شائع کرادوں گا۔جواب آیا کہ آپ عیسیٰ کی حیات وممات کے متعلق حضرت مرزا صاحب یا اُس کے مریدوں سے بحث مت کرو۔کیونکہ اکثر آیاتِ وفات ملتی ہیں۔(قرآنِ کریم میں اگردیکھنا ہے توپھروہاں تووفات کی آیات ہی ملتی ہیں)یہ مسئلہ اختلافی ہے۔لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔اُن غیراحمدی مولوی صاحب نے لکھا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اس امر پربحث کروکہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعود ہیں؟ جواب میں عرض ہوا کہ اگرحضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں توحضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔جواب ملا کہ آپ پرمرزا صاحب کا اثر ہوگیا ہے۔میں دعا کروں گا۔جواب میں کہتے ہیں۔مَیں نے عرض کیا کہ آپ اپنے لئے دعا کریں۔آخرمَیں آستانۂ الوہیت پرگرا اورمیرا قلب پانی ہوکربہہ نکلا۔گویا میں نے عرش کے پائے کو ہلادیا۔عرض کی خدایا مجھے تیری خوشنودی درکار ہے۔میں تیرے لئے ہرایک عزت کونثار کرنے کوتیار ہوں اورہرایک ذلت کوقبول کروں گا۔تومجھ پر رحم فرما۔تھوڑے ہی عرصہ میں مَیں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بوقت صبح قریباً چار بجے 25دسمبر 1893ء بروز سوموار جناب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔تفصیل اس خواب کی یہ ہے کہ خاکسارموضع بیرمی میں نمازعصر کا وضوکررہا تھا کہ کسی نے مجھے آکرکہا کہ رسولِ عربی آئے ہوئے ہیں اوراسی ملک میں رہیں گے۔ میں نے کہا کہاں؟اس نے کہا یہ خیمہ جات حضور کے ہیں۔میں جلدنمازادا کرکے گیا۔حضور چنداصحاب میں تشریف فرما تھے۔بعدسلام علیکم مجھے مصافحہ کا شرف بخشا گیا۔مَیں بہ ادب بیٹھ گیا۔حضورعربی میں تقریرفرمارہے تھے۔خاکساراپنی طاقت کے موافق سمجھتا تھا۔اورپھراردوبولتے تھے۔فرمایا میں صادق ہوں۔میری تکذیب نہ کرو۔وغیرہ وغیرہ۔لکھتے ہیں کہ مَیں نے کہا اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَایَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔تمام گاؤں مسلمانوں کا تھا۔مَیں حیران تھا کہ خدایا! یہ کیا ماجرا ہے؟ آج مسلمانوں کے قربان ہونے کا دن تھا۔گویا حضور کا ابتدائی زمانہ تھا۔گومجھے اطلاع دی گئی تھی کہ حضوراسی ملک میں تشریف رکھیں گے مگرحضور نے کوچ کا حکم دیا۔مَیں نے روکرعرض کی حضور جاتے ہیں۔مَیں کس طرح مل سکتا ہوں۔میرے شانہ پرحضور نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) اپنا دستِ مبارک رکھ کرفرمایا کہ گھبراؤ نہیں ہم خودتم کوملیں گے۔ کہتے ہیں اس کی تفہیم مجھے یہ ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب رسولِ عربی ہیں۔مجھے فعلی رنگ میں سمجھایا گیا۔کہتے ہیں میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔مگر بتاریخ 27دسمبر 1898ء قادیان حاضرہوکربعدنمازِ مغرب بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا اورخدا کے فضل نے مجھے وہ استقامت عطا فرمائی کہ کوئی مصائب مجھے تزلزل میں نہیں ڈال سکے۔مگریہ سب حضور کی صحبت کا طفیل تھا جوباربار حاصل ہوئی۔اوران ہاتھوں کوحضور کی مٹھیاں بھرنے کا فخرہے(یعنی کہ دبانے کا بھی فخر ہے)۔گومجھے اعلان ہونے پررنگارنگ کے مصائب پہنچے مگرخدا نے مجھے محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اس نقصان سے بڑھ کرانعام عنایت کیا۔اورمیرے والداورمیرے بھائی اورقریبی رشتہ داراحمدی ہوگئے۔اَلْحَمْدُلِلّٰہ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 59-58 روایت حضرت رحمت اللہ صاحبؓ ۔غیرمطبوعہ)

حضرت مولوی فتح علی صاحب احمدی منشی فاضل دوالمیال ضلع جہلم کہتے ہیں کہ مَیں نے 1904ء میں بمعہ بال بچہ آکرحضور مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پربیعت کی اورحضور کی حیاتِ مقدس میں ہرسال بمعہ بال بچہ ہی حضور کی خدمت اقدس میں یہاں پہونچتا رہا اورجب کبھی حضور باہرنماز کے لئے تشریف لاتے اورمسجد میں بیٹھتے تو ہم دوالمیال کی جماعت جوپانچ سات کس تھے پاس بیٹھتے۔اورحضور کی زبان مقدس کے الفاظ سے فیض اٹھاتے اورچنددفعہ دعا کے لئے بھی عرض کی گئی تھی۔اس وقت وہ چھوٹی سی مسجد جس میں پانچ چھ آدمی بصدمشکل کھڑے ہوسکتے تھے۔پھرمسجد مبارک وسیع کی گئی۔ایک دفعہ ہماری جماعت کے امام مسجد مولوی کرم داد صاحب نے عرض کی کہ حضور ہماری مسجد میں قدیم سے ایک امام سیدجعفرشاہ صاحب ہیں۔وہ حضور کے معتقد ہیں۔وہ آپ کو مانتے ہیں لیکن غیروں کی بھی گاہ بگاہ جنازوں میں یا نمازوں میں اقتداء کرتے ہیں (مانتے توہیں لیکن غیروں کے پیچھے،مولویوں کے پیچھے نمازپڑھ لیتے ہیں)۔ تومَیں نے عرض کی کہ وہ شخص یہاں تک معتقد ہے کہ ایک دفعہ مجھ سے اس نے خط لکھوایا اوریہ لفظ لکھوائے کہ مَیں حضور کے کتوں کا بھی غلام ہوں۔اگرکسی وقت جہالت یانادانی سے کمی بیشی ہوگئی ہوتوحضور فی سبیل اللہ معاف فرمادیں۔توحضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب وہ اب تک دنیا کی لالچ یا خوف سے غیروں کے پیچھے نمازیا جنازہ پڑھتا ہے(جوتکفیرکرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اُن کے پیچھے نمازپڑھتا ہے)توکب اس نے ہم کو مانا۔آپ اس کے پیچھے نمازیں مت پڑھیں۔درزی تھے،کہتے ہیں:مَیں نے اسی وقت حضرت امّ المومنین کے حکم سے اندر سے سلائی مشین منگوائی اورحضرت صاحبزادہ شریف احمدؓ کا جواس وقت آٹھ دس سال کے ہوں گے گرم کوٹ تیارکررہا تھا اوراس طرح انہوں نے تیارکیا اوروہ کہتے ہیں کہ ہم کھیوڑہ سے آیا کرتے تھے توہماری عورتوں نے کہا کہ دس گیارہ میل

ہمیں پیدل پہاڑی سفر کرنا پڑتا ہے، اس لئے ہم بستر نہیں لا سکتے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حامد علی (حامد علی صاحب جو آپ کے خدمت گار تھے) دوالمیال والوں کو رضائیاں اور بستر دے دیا کرو۔

حضور کی برداشت کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تھی تو ہم حضور سے دوائیاں وغیرہ بھی منگوا لیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا لڑکا عبدالعزیز مرحوم جو سات آٹھ سال کا تھا جو میرے ساتھ بھی آتا رہا اور حضور کی درثمین کے اشعار نہایت خوش الحانی، خوش آوازی سے پڑھتا تھا (خوش الحانی سے پڑھا کرتا تھا)۔ جلسوں میں بھی اور حضور کے اندر بھی آکر سناتا تھا۔ حضور اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ دوالمیال والوں کی درخواستیں بھی یہی اندر میں حضور کو پہنچاتا تھا۔ ایک دفعہ محمد علی ولد نعمت نے ایک عرضی کسی خاص دعا کے لئے لکھ کر عبدالعزیز کو دی کہ حضور کو دے آؤ اور گھر جانے کی اجازت لے آؤ۔ چونکہ ابھی سویرا ہی تھا اور حضور نماز فجر کے بعد رضائی اوڑھ کر بمعہ بچوں کے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ بھی بچہ تھا۔ اس قدر ادب اور احترام کو نہیں سمجھتا تھا کہ حضور آرام کر رہے ہیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض دفعہ، بلکہ اکثر نمازِ فجر کے بعد آرام کیا کرتے تھے) یہ بچہ اندر گیا اور فوراً حضور کے چہرۂ مبارک سے رضائی اٹھالی اور وہ رُقعہ دیا اور ساتھ اجازت جانے کی بھی مانگی۔ لکھتے ہیں قربان ہوں میرے ماں باپ کہ ذرا بھی حضور کے چہرہ مبارک پر ملال نہ آیا کہ ارے بیوقوف! ہم کو بے آرام کر دیا بلکہ پیار سے کہا کہ اچھا اجازت ہے۔ یہ تھے حضور کے اخلاق فاضلہ جس نے تمام مخلوقات کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 73-72 روایت حضرت مولوی فتح علی صاحبؓ ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت بہاول شاہ صاحب ولد شیر محمد صاحب جو انبالہ کے تھے، لکھتے ہیں کہ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح و مہدی سے کیونکر ملایا اور مل کر ان سے کیا فیض حاصل ہوا، اس کے متعلق خاص حالات ہیں۔ میں اپنے وَحْدَہٗ لَاشَرِیْک خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کے آگے جھوٹ بولنا کفر و ضلالت اور جہنم حاصل کرنا ہے، بیان کرتا ہوں کہ مجھے خدا کے فضل سے دین کے ساتھ بچپن سے ہی محبت تھی۔ تقریباً 30 سال کی عمر میں ایک سنت نبوی پر عمل کرنے اور اس میں کچھ کج روی پیدا ہونے کے باعث ایک فوجداری مقدمہ تین سال تک رہا جس میں تنگی و تکلیف کی کوئی حد نہ تھی۔ میرے سے زیادہ گاؤں والوں کو تکلیف تھی کیونکہ اس کج روی کا وہی باعث تھے۔ بچپن ہی سے مجھے کسی سچے رہبر و راہنما کی دل میں خواہش تھی۔ کئی بزرگوں کی طرف نظر تھی دل کو اطمینان نہ تھا۔ آخر میاں جی امام الدین صاحب چک لوہٹوی کی معرفت جو میرے استاد اور مولوی عبدالحق صاحب کے جو اس وقت زندہ، لیکن مسیح موعود سے منحرف ہیں کے والد تھے (جو اس وقت زندہ ہیں لیکن مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نہیں مانا، ان کے والد تھے) یعنی عبدالحق کے والد تھے۔ جو میرے احمدی ہونے کے بعد احمدی ہو کر فوت ہوئے۔ یعنی بیٹا احمدی نہیں ہوا۔ والد احمدی ہوئے لیکن ان کے بعد۔ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ کہتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی نسبت باتیں سننے میں آتیں اور فرمایا کرتے کہ زمانہ امام کو چاہتا ہے اور واقعی مرزا صاحب سچے امام ہیں۔ لوگ ان کو برا کہتے ہیں۔ میری طرف اور مولوی عبدالحق صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے کہ دیکھنا تم ان کو کبھی برا نہ کہنا۔ جب مولوی محمد حسین دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے گئے تھے۔ اس وقت میں اور مولوی عبدالحق، مولوی نذیر حسین کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے دہلی ہی میں تھے۔ مَیں تو چھ، سات ماہ کے بعد واپس اپنے استاد کی خدمت میں چک لوہٹ حاضر ہو گیا لیکن مولوی عبدالحق صاحب دہلی میں پڑھتے رہے۔ مولوی محمد حسین نے دہلی سے واپس آکر ہمارے ارد گرد کے گاؤں میں حضرت صاحب کو لوگوں سے کافر کہلوانے کی خاطر دورہ شروع کیا۔ میاں جی امام الدین صاحب کے پاس بھی پہنچے لیکن انہوں نے ہرگز برا نہ کہا اور یہ جواب دیا کہ آپ نے جو کفر کا محل تیار کیا ہے اس میں میرے لئے اینٹ لگانے کو کونسی جگہ خالی ہے۔ آپ عالم ہیں۔ آپ ہی کو مبارک ہو۔ آخر محمد حسین ناامید ہو کر چلا گیا۔

مجھے منشی عبداللہ صاحب سنوری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خادم تھے اور ان کا ذکر خیر اکثر مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں نہایت خوبی سے کیا ہے، اُن سے محبت تھی۔ جب مقدمہ نے زیادہ طول پکڑا تو مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی عبدالحق صاحب نے حضور مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کروانے کے لئے بھیجا۔ جب مَیں بٹالہ سے چلا اور لوگوں سے مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت حالات دریافت کرنے شروع کئے تو جو بھی ملتا وہ یہی کہتا کہ وہاں مت جاؤ۔ وہ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ مولوی برا کہتے ہیں تم بھی برے یعنی کافر ہو جاؤ گے۔ مگر مَیں ان کو کہتا کہ اب تو مَیں آ گیا ہوں جو بھی خدا کرے۔ اگر سچ ہوا پھر تو میں خدا کے فضل سے مولویوں سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ آخر میں 11 ستمبر 1898ء کو دارالامان پہنچا۔ تھوڑا سا دن باقی تھا۔ حضور مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مسجد مبارک کے اوپر تشریف فرما تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتی صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اور بھی چند اصحاب خدمت میں حاضر تھے۔ ایک مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی سیڑھیوں کے قریب مسجد مبارک کے اوپر کھڑے تھے۔ یہ مولوی عبدالحق صاحب کے صرف و نحو کے استاد تھے اور مجھ سے بھی واقف تھے۔ وہ بڑی خوشی اور تپاک سے مجھ سے ملے اور مجھے انہیں دیکھ کر بڑی خوشی حاصل ہوئی۔

انہوں نے فرمایا کہ تم بیعت کرنے کے لئے آئے ہو۔ مَیں نے کہا۔ دعا کروانے کے لئے آیا ہوں۔ پھر فرمایا کہ تم مولویوں سے ڈرتے ہو۔ مَیں نے کہا نہیں۔ مولویوں سے تو نہیں ڈرتا۔ حضور کی سچائی تو مجھے حضور کے چہرہ مبارک کو دیکھنے سے ہی ظاہر ہو گئی کہ یہ منہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ اتنے میں سورج غروب ہونے کے قریب چلا گیا۔ ایک اور شخص کئی روز سے حضور کی خدمت میں بیعت کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لے لیں۔ میں نے گھر کو واپس جانا ہے۔ حضور نے جواب فرمایا کہ ٹھہرو، خوب تسلی کرنی چاہیئے۔ پھر اور باتوں میں مشغول ہو گئے۔ مولوی عبدالقادر صاحب نے میری نسبت حضور کی خدمت میں خود ہی عرض کیا کہ یہ شخص بیعت کرنا چاہتا ہے۔ حضور اسی وقت جو کسی قدر اونچے بیٹھے تھے، نیچے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آؤ جس نے بیعت کرنی ہے (وہ شخص تو پہلے ہی پاس بیٹھا تھا جو پہلے بیعت کرنا چاہتا تھا)۔ میں سیڑھیوں پر سے کھڑا حضور کی طرف چلا۔ دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر رہا تو میرے دل پر ایسی کشش ہوئی جیسے کوئی رسّہ پاکر اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میری چیخیں نکل گئیں اور بے اختیار ہو کر حضور کے پاس بیٹھا۔ اور خوشی سے حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اور ہم دونوں شخصوں نے بیعت کی اور بعد میں حضور سے مقدمہ کے بارہ میں دعا کے لئے عرض کی۔ حضور نے دعا فرمائی اور میں اس کے بعد دس دن وہاں ٹھہرا۔ کہتے ہیں کہ حضور سے اور قادیان سے ایسی محبت ہو گئی کہ واپس گھر جانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ قادیان بالکل بہشت کا نمونہ دکھائی دیتا تھا۔ یہاں ہر وقت سوائے خدا کے ذکر کے دنیا کے ذکر و فکر کی آواز تک سنائی نہ دیتی تھی۔ ہر طرف سے سلاماً سلاماً کی آواز آتی تھی۔ میرے سارے غم و اندوہ دور ہو گئے۔ اس وقت حضور علیہ السلام پر قتل کا جھوٹا مقدمہ جو پادریوں کی سازش سے ایک لڑکے کے ذریعہ تھا چل رہا تھا یا چل چکا تھا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ مَیں اجازت لے کر پھر آ گیا لیکن کہتے ہیں کہ بیعت کرنے پر میری حالت بالکل تبدیل ہو گئی۔ خدا کے ساتھ ایسی محبت اور عشق پیدا ہو گیا کہ رات دن سوائے اُس کے ذکر کے سونے کو بھی دل نہ چاہتا تھا۔ اگر سوتا تھا تو دھڑ دھڑا کر (یعنی گھبرا کر) اٹھتا تھا جیسے کوئی اپنے پیارے سے علیحدہ ہو گیا ہوتا ہے۔ میرے دل کی عجیب حالت تھی۔ گاہ گاہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی دل کو پکڑ کر دھوتا ہے۔ خشوع خضوع ہر روز بڑھتا جاتا تھا۔ یہ حضور کی توجہ کا اثر تھا۔ ایک دن خشوع کی حالت میں ایسا معلوم ہوا کہ میرا دل چیرا گیا اور اس کو دعا کر کے دھو دیا گیا اور ایک نئی روح اس میں داخل ہو گئی ہے۔ جسے روح القدس کہتے ہیں۔ میری حالت حاملہ عورت کی طرح ہو گئی۔ مجھے اپنے پیٹ میں بچہ سا معلوم ہوتا تھا۔ میرا وجود ایک لذت سے بھر گیا اور نورانی ہو گیا اور نور سینے میں دوڑتا معلوم ہوتا تھا۔ ذکر کے وقت زبان میں ایسی لذت پیدا ہوتی تھی جو کسی چیز میں وہ لذت نہیں۔ میرے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو بھی نمازوں میں بہت لذت آتی تھی۔ اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ کیسی اچھی نماز پڑھائی ہے۔ یہ حالت اصل میں میری حالت نہ تھی بلکہ مسیح موعود کی حالت کا نقشہ تھا۔ مقدمہ تو خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے میرے دارالامان ہوتے ہی جاتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچانے کا یہ سبب بنایا تھا جس کے ذریعہ اپنے ناچیز بندے کو آسمانوں کی سیر کرائی اور اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ مَیں مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کو لے کر اکیلا مسجد میں بیٹھتا اور خوب غور سے سب کا مطالعہ کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کو قرآن شریف کی آیتوں کے مطابق پاتا۔ ایک دن میں ایک مخالف کی کتاب دیکھ رہا تھا اور دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ کیسے عالم ہیں جو ایسی کتابیں لکھ رہے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی نیند آ گئی اور سو گیا اور الہام ہوا۔ بَلْ عَجِبُوْا اَنْ جَآءَھُمْ قَوْمٌ مُنْذِرٌ یہ الہام میرے دل پر ایسا داخل ہوا جیسے کوئی چیز نالی کے راستے داخل ہوتی ہے۔ دل پر آتے ہی زبان پر جاری ہو گیا۔ اور اس الہام کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ یہ عالم (یہ مولوی لوگ جو ہیں) ایک ایسی قوم ہیں جب ان کے پاس ڈرانے والی قوم آئی۔ یعنی نبی، تو یہ تعجب ہی کرتے رہے ہیں۔ مَیں اپنے الہاموں اور خوابوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھتا رہتا تھا۔ جب کوئی کسی قسم کا اعتراض مسیح موعود علیہ السلام پر کرتا، اس کے جواب کے لئے جھٹ قرآنِ شریف کی آیت میرے سامنے آ جاتی اور میں قرآن شریف سے اس کا جواب دیتا۔ ایک دفعہ ایک مولوی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت قرآن شریف سے دکھاؤ۔ جہاں موت کا لفظ آیا ہو۔ مَیں نے کہا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ (النساء: 160)۔ یعنی اب کوئی بھی اہل کتاب قرآن شریف کے اس فیصلہ کو پڑھ کر کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرے بلکہ اپنی طبعی موت سے مرے ہیں۔ طبعی موت پر ایمان لانے سے پہلے ایسی بات پر ایمان لائیں گے کہ سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرے۔ بِہٖ کی ضمیر وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ کی طرف ہے۔ مَوْتِہٖ سے عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت مراد ہے جس کی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کو گواہی دیں گے کہ مَیں سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرا بلکہ قرآن شریف کے فیصلہ کے مطابق طبعی موت سے مرا ہوں۔ وہ مولوی اس بات کو سن کر جھٹ بھاگ گیا۔ اور اس وجہ سے وہاں کے گاؤں کی اکثریت احمدی ہو گئی تھی لیکن بعد میں پھر مولویوں کے ورغلانے پر اور ڈرانے پر کچھ لوگ پھر بھی گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 107 تا 112 روایت حضرت بہاول شاہ صاحبؓ ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت مدد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انسپکٹر بیت المال قادیان بھی تھے، کشمیر کے رہنے والے تھے۔ 1896ء میں بیعت، 1904ء میں زیارت۔ کہتے ہیں کہ اے میرے پیارے خدا! کہ میں تیرے پاک نبی کے حالات لکھنے لگا ہوں تو اس میں برکت ڈال۔ اس میں کوئی بناوٹی بات نہ لکھی جائے۔ اپنی تحریر میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ 1904ء میں جبکہ کرم دین کے ساتھ مقدمہ تھا گورداسپور میں چندولعل کی عدالت میں اپنی طرف سے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔ اور کرم دین کی طرف سے مول راج و نبی بخش وکیل تھے قادیان سے خاکسار، سید احمد نور صاحب اور حافظ حامد علی صاحب گڈے پر کتابیں لے کر گورداسپور پہنچے۔ تو دیکھا کہ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب کڑیانی والے بہت ہی بگڑے ہوئے ہیں۔ مَیں نے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کو اتنی گھبراہٹ کیوں ہے؟ فرمایا بھائی صاحب! مجھ کو اس واسطے گھبراہٹ ہے کہ مَیں نے سنا ہے کہ یہاں پر یہ مشورہ کیا گیا ہے کہ حضور کو ضرور ہی حوالات میں دیا جائے چاہے پانچ منٹ کے واسطے ہی کیوں نہ ہو۔ مگر ضرور ہی آپ کو حوالات میں دیا جائے۔ چندولعل نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہوا ہے۔ مجھ کو یہ خبر ایک بڑے افسر نے دی ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کوئی ثواب کا کام کرے حضور کو یہ پیغام پہنچا دے کہ آپ گورداسپور نہ آئیں۔ بیماری کا سرٹیفیکیٹ لے لیں۔ اگر سو روپیہ بھی خرچنا پڑے تو خرچ کر دیں۔ مَیں خود ادا کر دوں گا۔ مَیں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ کیا حضور جھوٹا سرٹیفیکیٹ لیں؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا بھائی صاحب! اگر کسی نے ثواب لینا ہے تو لے۔ مَیں نے کہا کہ کیا اسی وقت کوئی جائے؟ کہا ہاں۔ اس کے بعد مَیں نے کہا آپ مجھ کو لالٹین لے دیں۔ مَیں ابھی رات رات ہی چلا جاتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے اسی وقت مجھے لالٹین دی۔ میں گورداسپور سے قادیان کو روانہ ہوا اور رستے میں مجھے دو آدمی بھی مل گئے۔ شیخ حامد علی صاحب اور منشی عبدالغنی صاحب۔ دو بجے ہم مسجد مبارک پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام باہر تشریف لائے جب ہم نے آواز دی۔ تو السلام علیکم بعد میں نے عرض کیا۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحب کی بہت ہی بری حالت ہے انہوں نے یہ پیغام دے کر مجھے واپس بھیجا ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ چکروں کی بیماری تو مجھے پہلے ہی ہے اور سرٹیفیکیٹ لینے کا ارادہ تو میرا پہلے ہی تھا مگر (اب جو پیغام دیا اور روکا ہے) اب تو میں گورداسپور ہی جا کر سرٹیفیکیٹ حاصل کروں گا۔ اب یہاں نہیں رکوں گا۔ خوف والی کوئی بات نہیں۔ آپ نے اندر سے میرے واسطے رضائی بھجوائی۔ مَیں سو گیا۔ تھکا ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام گورداسپور روانہ ہو گئے۔ وہاں قادیان میں رُکے نہیں۔ خیر ایک لمبی کہانی ہے۔ کہتے ہیں مَیں سویا رہا۔ اس کے بعد مجھے لوگوں نے روکا بھی کہ اب تم نہ جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام روانہ ہو چکے ہیں بلکہ پہنچ بھی گئے ہوں گے۔ لیکن جب میری آنکھ کھلی اس کے بعد میں تیار ہو کے دوبارہ پیدل چل پڑا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اب یہ پیدل نہ آئے بلکہ ٹانگے پر بھیجنا۔ بہرحال کہتے ہیں رستے میں میری بہت بری حالت ہو گئی۔ مجھے بخار بھی چڑھ گیا اور لوگوں نے مجھے صحیح روکا تھا کہ نہ جاؤ۔ یہ تمہارا تیسرا چکر ہے۔ تھکے ہوئے ہو گے اور تمہیں سختی کی عادت بھی نہیں ہے۔ لیکن بہرحال کہتے ہیں مَیں وہاں پہنچ گیا۔ شام کے وقت اس مکان میں پہنچا جہاں حضور ٹھہرے ہوئے تھے تو دروازے کے اندر ابھی داخل ہی ہوا تھا کہ میرے کان میں آواز آئی کہ کیا مدد خان کو بھی یکّہ پر بٹھا کر لے آئے تھے یا نہیں۔ تو یہ آواز میرے کان میں آ گئی۔ جیسے کوئی سویا ہوا جاگ اٹھتا ہے اسی طرح میں بھی یہ آواز سن کر جاگ اٹھا۔ جب میں صحن میں پہنچا تو کسی دوست نے آواز دی کہ حضور مدد خان آ گیا ہے۔ مَیں نے بھی جا کر حضور کو السلام علیکم عرض کیا۔ حضور نے جھٹ اپنا دستِ مبارک آگے کیا۔ میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمانے لگے۔ جزاک اللہ۔ یہ بہت ہی بڑے بہادر ہیں یہ ان کا تیسرا چکر ہے۔ (یعنی قادیان اور گورداسپور کے درمیان) حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں یہاں تک پکڑا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ گویا کہ مَیں گورداسپور سے کبھی قادیان گیا ہی نہیں۔ یا تو میری حالت نیند و تھکان سے سخت مضطرب ہو رہی تھی کہ کسی کے ساتھ بولنے کو بھی دل نہیں کرتا تھا اور بدن میں بخار ہو رہا تھا۔ مگر خدائی نشان خدا کے مرسل نے اس خاکسار کا ہاتھ نہ چھوڑا جب تک کہ میں نے محسوس کیا کہ میری تھکان بالکل اتر گئی ہے۔ چند منٹ پہلے میں مردہ تھا۔ حضور کا دستِ مبارک میرے ہاتھ کو لگتے ہی میری کوفت اتر گئی۔ تھکان دور ہوئی۔ بدن ہلکا پھلکا ہو گیا۔ اور کوئی بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ یہ کیا بات ہے! یہ تو حضور ہی کی کوئی کرامت ہے۔ مجھ کو اس وقت یہ خیال ہوا کہ مان لیا بھوک اور پیاس کسی خوشی سے دور ہو سکتی ہے۔ مگر یہ کوفت، تھکان، نیند کا غلبہ حضور کے دستِ مبارک کے چھونے سے دور ہو گئے۔ یہ حضور کی ہی کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ مجھ مردہ میں گویا روح آ گئی۔ حضور نے میرا ہاتھ نہیں چھوڑا جب تک کہ ہر قسم کی تکلیف خاکسار کی دور نہ ہو گئی۔ اس سے پیشتر میرا جسم پتھر تھا۔ ہلنا دشوار تھا۔ میرے خیال میں مردہ کو زندہ کرنا اسی کو کہتے ہیں۔ مَیں نے محسوس کیا کہ گویا مَیں گورداسپور گیا ہی نہیں تھا۔ حضور نے حکم دیا کہ کھانا لاؤ۔ خاکسار کو بھی حضور نے ساتھ ہی بٹھا لیا۔ مَیں نے حضور کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ حضور کی مہربانی اور خاص شفقت تھی۔ میری کوشش ہوتی تھی کہ میرا نام کسی طرح حضور کے منہ پر چڑھ جائے اور حضور میرا نام لیں۔ اور یہ مختلف مواقع بیان کئے ہیں کہ اس طرح موقعے پیدا ہوتے رہے حضور میرا نام لیتے رہے اور ذاتی طور پر مجھے جانتے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 82 تا 87 روایت حضرت مدد خان صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

تو یہ ان بزرگوں کے واقعات ہیں جو مَیں پہلے بھی ایک دو دفعہ سنا چکا ہوں۔ وقتاً فوقتاً بیان کرتا ہوں کہ خاص طور پر اُن خاندانوں کو جن کے بزرگ ہیں، یہ یاد رہے کہ اُن بزرگوں کے کس قدر ہم پر احسان ہیں۔ ورنہ شاید آج بہت سوں میں اتنی جرأت نہ ہوتی کہ حق کو اس طرح قبول کر لیتے جس جرأت سے اُن بزرگوں نے قبول کیا۔ پس ان بزرگوں کی نسلوں کو بہت زیادہ اپنے بزرگوں کے لئے دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور پھر ساتھ ہی اپنے ایمان کی ترقی اور استقامت کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔ نیز ان بزرگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو تعلق تھا اس کو سامنے رکھتے ہوئے، اُن کے نمونوں پر، ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے۔ وہ لوگ ایسے تھے جن میں سے بعض میں علم کی کمی بھی تھی لیکن علمی اور روحانی پیاس بجھانے کے لئے وہ لوگ ایک تڑپ رکھتے تھے جو انہوں نے بجھائی اور ایک سچے عاشق ثابت ہوئے۔ اور اسی طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بھی تعلق پیدا کیا، جیسا کہ بعض واقعات میں ابھی سنا۔ پس یہ وہ محبت اور وفا کے نمونے ہیں جو آگے نسلوں کو بھی قائم رکھنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اور وفا کے ان نمونوں کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

SHAHEEN REISEN

Authorised Travel Agency

CHEAP AIR TICKETS WORLDWIDE

Neujahrs-Spezialangebot!

Karachi - Bombay - Dehli

Jetz ab 495 - Euro (Inkl.Steuern*)

Abflugzeitraum: 01. Januar '11 - 14. April ' 11 und 23.April ' 11 - 30 April'11

آپ ہمیشہ اپنی قابل اعتماد شاھین ٹریول سروس سے دنیا بھر کے کسی بھی ملک سے سفر کرنے والوں کے لئے جدید الیکٹرونک طریقہ کار سے ہوائی ٹکٹ فوراً حاصل کریں۔ شکریہ

نیز UK سے بذریعہ کار Dover سے Calais آنے والوں کے لئے Ferry کی سستی بکنگ کروائیں۔

مزید معلومات کے لئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شکریہ

*BITTE BEACHTEN SIE, DASS FLUGHAFENSTEURN SICH JEDERZEIT ANDERN KONNEN. GULTIGKEIT JE NACH VERFUGBARKEIT.

FON: 0 61 51 - 36 88 525
AX: 0 61 51 - 36 88 526
EMAIL:INFO@SHAHEENREISEN.DE
WEB:WWW.SHAHEENREISEN.DE

BANKVERBINDUNG:
SHAHEEN REISEN
KONTONUMMER 584625606
BLZ 500 100 60
POSTBANKFRANKFURT

Arshad Ahmad Shahbaz
-Geschaftsinhaber-

GREAT NEWS

We at Wimbledon Solicitors are pleased to announce that we have been granted Legal Aid franchise in Immigration (including Asylum) cases, all Family matters, Crime and Employment. We have specialist lawyers in all fields who are waiting to help you. Please contact us for further details and an appointment

Tel: Nos: 020 8543 3302 (Wimbledon Office) or
020 8767 0800 (Tooting Office)

توہین رسالت کی سزا

(جمیل احمد بٹ۔ کراچی)

دوسری و آخری قسط

توہین رسالت کی روک تھام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گرانقدر مساعی

1۔ انگریزی حکومت کے دوران جب پادریوں نے برصغیر میں عیسائیت کے پھیلاؤ کے لئے خصوصی مہم شروع کی تو دیگر حربوں کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کے خلاف من گھڑت اور غیر مستند اسلامی کتب میں سے کمزور روایات کی بنیاد پر طعن و تشنیع کا بازار گرم کر دیا۔ موقع دیکھ کر آریہ اور ہندو پنڈت بھی میدان میں کود پڑے۔ یہ صورتحال حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں یوں تھی۔

’’ہمارے مذہبی مخالف صرف بے اصل روایات اور بے بنیاد قصوں پر بھروسہ کر کے جو ہماری کتب مسلمہ اور مقبولہ کی رو سے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کی مفتریات ہیں ہمارا دل دکھاتے ہیں اور ایسی باتوں سے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کی ہتک کرتے ہیں اور گالیوں تک نوبت پہنچاتے ہیں جن کا ہماری معتبر کتابوں میں نام ونشان نہیں۔‘‘

(آریہ دھرم بحوالہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 84)

1۔ اگر مخالفین کو اس بات کا پابند کیا جا سکتا کہ وہ اپنے اعتراضات صحاح ستہ اور دیگر مستند کتابوں تک محدود رکھیں تو توہین رسالت کے اس سیلاب کی روک تھام ممکن ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے 22 ستمبر 1895ء کو 704 افراد کے دستخطوں کے ساتھ ایک نوٹس دیا اور وائسرائے ہند سے درخواست کی کہ تعزیرات ہند کی دفعہ 298 جس کے تحت سوچ بچار کر مذہب کی نسبت کسی شخص کا دل دکھانے کی نیت سے کوئی بات کہنا یا کوئی آواز نکالنا قابل تعزیر جرم تھا میں توسیع کرتے ہوئے یہ قانون پاس کرے کہ آئندہ مذہبی مباحثات میں ہر فرقہ پابند ہوگا کہ:

اول: وہ ایسا اعتراض کسی دوسرے فرقہ پر نہ کرے جو خود اس کی الہامی کتاب یا پیشوا پر وارد ہوتا ہو۔

دوم: دوسرے فرقہ کی صرف انہی کتابوں پر اعتراض کرے جو اس کے نزدیک مُسلَّم ہوں۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 538-539 نیا ایڈیشن)

یہ برصغیر میں توہین رسالت کی روک تھام کے لئے پہلی بنیادی کوشش تھی۔

2۔ 1897ء میں ایک عیسائی نے ایک اور اشتعال انگیز کتاب ’’امہات المومنین‘‘ شائع کی۔ تو 24/ فروری 1898ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی گزشتہ تحریک کو دہرایا اور ایک مزید تجویز دیتے ہوئے فرمایا:

'میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کو روکنے کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرمادے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف ان کتب کی بنا پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مُسلَّم اور مقبول ہوں اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مُسلَّم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرمادے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔'

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 17 مطبوعہ 1986ء)

3۔ آنحضرت ﷺ کی سچائی اور آپ کی پاکیزہ زندگی پر کئے جانے والے تمام ناپاک اعتراضات کا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں شافی جواب تحریر فرمایا ہے۔ بعض مخالفین کی افتاد طبع کے پیش نظر آپ نے الزامی جواب بھی دیئے ہیں۔ آپ کا یہ علم کلام اس باب میں گویا حرف آخر ہے اور اس موضوع پر معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ۔

4۔ حضرت مسیح موعودؑ نے صرف دشمنان اسلام کے آنحضرت ﷺ پر ناپاک اعتراضات کے جوابات ہی نہیں دیئے۔ آپ نے اپنی تحریرات و ملفوظات میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے حسن کو خوب نکھار کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور ایک ایسی جماعت قائم فرمائی جو آپ کے بعد خلافت اسلامیہ احمدیہ کے زیر قیادت ساری دنیا میں آنحضرتؐ کی عزت وعظمت کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔

توہین رسالت کو روکنے کے لئے جماعت احمدیہ کی مزید ٹھوس مساعی

1۔ 1927ء کے آخر میں ایک دریدہ دہن آریہ نے کتاب رنگیلا رسول شائع کی اور امرتسر کے ایک ہندو رسالہ ورتمان نے ایک بے حد دلآزار مضمون لکھا۔ تو جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے اس پر جہاں اپنے مومنانہ ردعمل کا اظہار فرمایا وہیں مومنوں کی رہنمائی بھی کی اور حکومت کو بھی اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے فوری کارروائی کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کی اس مساعی کا عام طور پر خیر مقدم کیا گیا۔ ایسا ایک تبصرہ درج ذیل ہے

" جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں آپ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ ہی کی جماعت نے رنگیلا رسول کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیل جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو انصاف وعدل کی طرف مائل کیا"

(اخبار مشرق گورکھپور 23 ستمبر 1927ء)

2۔ مقدمہ ورتمان کے فیصلہ سے قانون کا ناقص ہونا ظاہر ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ناموس پیشوایانِ مذہب کے تحفظ کے لئے ایک نیا مسودہ قانون تجویز کیا اور شملہ میں صائب الرائے لیڈروں سے اس پر تبادلہ خیالات کے بعد اسے شائع کیا۔ ہندوستان ٹائمز نے اسے نہایت اہم اور ضروری قرار دیا۔ آپ کی اس جدوجہد کے نتیجہ میں آپ کی شملہ سے واپسی کے نو دن بعد حکومت ہند ایک نیا قانون پیش کرنے پر رضا مند ہو گئی اور بالآخر اسمبلی نے ایک نئی دفعہ کا اضافہ منظور کر لیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 613)

1927ء میں انڈین پینل کوڈ میں شامل کی جانے والی یہ دفعہ 295-A تھی جو اب تک موجود ہے۔

3۔ قرآن وحدیث کی رہنمائی میں اس مسئلہ کے حل کے لئے آپ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کو عام کرنا تجویز کیا اور فرمایا:

’’لوگوں کو آپؐ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں یا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپؐ کے حالات زندگی اور آپؐ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپؐ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرأت نہ رہے۔‘‘

(الفضل قادیان 4 مئی 1928ء)

اس مقصد کے لئے آپ نے ایک مقررہ تاریخ پر ملک بھر میں سیرت النبی ﷺ کے علمی اور ہمہ گیر جلسوں کا انعقاد کروایا۔ اخبار پیشوا دہلی نے خبر دی۔

’’17/جون کو قادیانی جماعت کے زیر اہتمام تمام ہندوستان میں فخر کائنات کی سیرت پر ہندوستان کے ہر خیال اور طبقہ کے باشندوں نے لیکچر دیئے۔‘‘

(اخبار پیشوا دہلی 8/ جولائی 1928ء)

توہین رسالت کی مذموم بیرونی کوشش

جن دلوں پر قفل لگے ہوں اور آنکھیں روشن نہ ہوں وہ اپنی بدقسمتی سے آنحضرت ﷺ کے عظیم مقام اور مرتبہ سے لاعلم رہ کر آپؐ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے دور کے ایسے بدنصیبوں کی پیروی میں بعد میں بھی ایسے لوگوں نے ان مذموم کوششوں کو جاری رکھا۔ برصغیر میں انگریزوں کے دور میں عیسائی پادریوں اور آریوں نے ان حملوں میں اور بھی شدت کر دی اور رنگیلا رسول اور امہات المومنین جیسی بدنام زمانہ کتابیں لکھی گئیں اور آج سلمان رشدی اور کارٹون بنانے والوں نے اس راہ پر چل کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

جوابی ردّعمل

آنحضرت ﷺ کی محبت اور تعلق کے سبب ایسے واقعہ پر دکھے دلوں کے ساتھ ملک بھر میں احتجاج کی لہر دوڑ جاتی ہے اور جلسے جلوس تقریروں اور نعروں کے ذریعہ غم و غصہ کا اظہار ہوتا ہے۔ ہڑتالیں کی جاتی ہیں کاروبار بند کئے جاتے ہیں اور اپنے ہی لوگوں کی جائیدادیں اور املاک توڑی پھوڑی اور جلائی جاتی ہیں۔ متعلقہ ملک کے بائیکاٹ اور مجرم کو سزائے موت کے مطالبات ہوتے ہیں۔ چند دن میڈیا پر بھی یہی چرچا رہتا ہے۔ سیاسی اور مذہبی لیڈر خوب بیان دیتے ہیں اور پھر خاموشی ہو جاتی ہے تاوقتیکہ پھر کوئی واقعہ ہو۔ یہ جذباتی ردّعمل صرف جوش کا اظہار ہے اور اس سے مسلمان خود اپنا نقصان کر رہے ہوتے ہیں جس سے بالواسطہ دشمن کو ہی فائدہ ہوتا ہے۔ پھر یہ مسئلہ کا حل نہیں کیونکہ برائی کو مٹانے کے لئے یہ ردعمل اس طریق کے مطابق نہیں جو قرآن وسنت میں بتایا گیا ہے۔

’’ہم سب توہین رسالت کے مجرم‘‘

15 سال پہلے ماہنامہ حکایت لاہور میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت ایک طویل مضمون میں لکھا گیا:۔

’بڑوں کا حکم نہ ماننا اور ان کی پند ونصیحت کو نظر انداز کرنا ان کی گستاخی اور توہین ہے......اپنے ملک میں سیاست میں، معاشرت میں، دینی حلقوں میں، سرکاری شعبوں میں، قومی سطح پر، انفرادی زندگی میں، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا وہ کون سا حکم ہے جس کی ہم پرواہ کر رہے ہیں؟ **اللہ کی بتائی ہوئی راہ سے بے راہ روی! رسول اللہ ﷺ کی رہبری سے سرکشی! یہ ہے گستاخی رسولؐ اور یہ ہے توہین رسالتؐ**‘۔

(ماہانہ حکایت لاہور اکتوبر 1996ء)

مضمون میں کسی حکم کی نشاندہی نہیں کی گئی لیکن درج ذیل ایسے تین بڑے ارشاد اکثر افراد کے علم میں ہیں:

i- آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا (ایک زمانہ آئے گا) ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہوں گے ان میں سے فتنے اٹھیں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔

(مشکوۃ کتاب العلم صفحہ 38 و کنز العمال 6/43)

مگر اب عوام نے ان علماء کو نہ صرف اپنا دینی بلکہ سیاسی رہنما بنا رکھا ہے۔

ii- آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ 'جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے گزر کر جانا پڑے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 30)

نیز فرمایا: جس شخص کو مسیح موعود سے ملنا نصیب ہو وہ انہیں میرا اسلام پہنچادے۔ (دِر منثور 2/405)

مگر عوام نے اس منصب کے دعویدار کی صداقت کو پرکھے بغیر اسے ردّ کر دیا اور اس کے انکار کو اپنے ایمان کی شرط بنالیا۔

iii- آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ’میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن ایک فرقہ کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے‘۔ (ترمذی کتاب الایمان)

پاکستان کی قومی اسمبلی نے 1974ء میں اس سے بالکل اُلٹ فیصلہ کیا کہ 72 درست ہیں اور ایک غلط۔

اجتماعی توہین؟

یہاں یہ پہلو بھی قابل ذکر ہے کہ جس طرح نافرمان بیٹے اپنی حرکتوں کی وجہ سے اپنے والد کی بدنامی کا باعث ہوتے ہیں اس وقت آنحضرت ﷺ کے نام لیوا جس طرز زندگی کو اپنائے ہوئے ہیں وہ اس تعلیم اور طریق کے مطابق نہیں جو آپؐ نے عطا فرمایا۔ آپ نے امن وآشتی کی تعلیم دی۔ آپؐ نے مذہبی رواداری کی عظیم مثالیں قائم فرمائیں۔ آپؐ نے تعاون اور امداد باہمی کا درس دیا جبکہ آج آپؐ کے نام پر ملک میں فساد، دہشتگردی، خودکش حملوں کے ذریعہ بے گناہ انسانوں کی موت کا سامان عام ہے۔ تعصب اور تنگ نظری کا چلن ہے، رواداری کا فقدان ہے اور عقیدہ کا اختلاف اہلیت پر مقدم اور حق چھین لینا جائز قرار پایا ہے۔ آپؐ نے ہر مومن مرد وعورت کو حصول علم کا حکم دیا جبکہ ملک میں جہالت عام ہے۔ آپؐ نے انصاف کی تعلیم دی اور قرآن نے فرمایا کہ کسی قوم کی دشمنی بھی ناانصافی کا باعث نہیں ہونی چاہئے جبکہ ملک میں انصاف ناپید ہے۔ بسا اوقات انصاف کے متلاشی اس تلاش کو اگلی نسل کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ غربت انسان کو کفر کے قریب کر دیتی ہے اور ملک کی 40 فیصد آبادی غربت کی آخری سطح سے بھی نیچے زندگی گزار رہی ہے اور انہیں تین وقت کی روٹی بھی میسر نہیں۔ باقی ضروریات زندگی تو ایک خواب ہی ہیں۔

کیا آنحضرت ﷺ کے نام لیواؤں کی یہ جہالت، ناانصافی اور غربت آپؐ کی توہین نہیں؟

راہ محبت

توہین رسالت کے واقعات پر غم وغصہ کا اظہار اور جان لینے اور دینے کی باتیں اس محبت کے سبب ہوتی ہیں جو مومن اپنے دل میں اپنے پیارے رسول ﷺ سے رکھتے ہیں۔ لیکن اس طرح محبت کے اظہار میں کئی پہلو تشنہ عمل رہ جاتے ہیں۔ محبت تو اپنے آپ کو محبوب کے رنگ میں ڈھالنے کا نام ہے۔ انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا عبد بننے کے لئے تخلیق فرمایا اور اسے اللہ کا رنگ اپنانے

کا حکم دیا کہ وہ ان صفات حسنہ کا پرتو اپنے وجود میں پیدا کرے اور روحانی ترقی کرتا جائے۔ آنحضرت ﷺ اس سفر کے وہ مسافر تھے جو قرب الٰہی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچے اور صفات الٰہیہ کے مظہر اتم ٹھہرے۔ ہم جو آپؐ کے نام لیوا ہیں اور آپ سے محبت رکھتے ہیں ہمارے لئے یہی راستہ ہے کہ ہم اس محبت کے اظہار میں آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور اسوہ حسنہ کو اپنائیں اور انہیں اپنی زندگی میں جاری کر کے خود بھی روحانی ترقی حاصل کریں اور توہین رسالت کی ہر بے جا کوشش پر اسی محبت کے ناطے آپ پر بکثرت درود پڑھ کر اپنے درد و رنج کو بھلانے کی کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ پر رحمتوں کی بارشیں فرمائے اور دشمن کی ہفوات مٹی میں مل جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہمارے لئے نشان راہ ہے۔

”تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔“

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ13)

اللہ کرے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ سے اپنی محبت کا عملی اظہار کرنے کی توفیق پائیں تا کہ ہمارے وجود نورِ محمدی سے روشنی پائیں اور ہم اس روشنی سے محروم انسانیت کو بھی راستہ دکھانے والے ہوں اور ہمارا شمار دنیا کو امن و سلامتی دینے والوں میں ہو نہ کہ اس کے برخلاف۔ آمین

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

(درثمین)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یکم دسمبر 2010ء بوقت 12 بجے دوپہر مسجد فضل لندن میں **مکرم رشید احمد طاہر بھٹی صاحب (ابن حضرت قاضی عبد السلام بھٹی صاحب رضی اللہ عنہ)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحوم 28رنومبر 2010ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نائب ناظم الیکٹریشن کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ جماعت Northampton (یوکے) کے کئی سال تک صدر رہے اور لندن شفٹ ہونے کے بعد مقامی جماعت میں سیکرٹری تحریک جدید اور وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ انتہائی نیک، وفا شعار اور خلافت کے ساتھ گہری محبت رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا یادگار ہے۔ آپ مکرم قاضی ناصر احمد بھٹی صاحب (سابق ریجنل امیر نارتھ ویسٹ ریجن) کے بھائی تھے۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ مسرت بھٹی صاحبہ، دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں انگلش ڈاک ٹیم کی انچارج کے طور پر خدمت کر رہی ہیں۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

(1) مکرم شیخ خورشید احمد صاحب (ابن مکرم شیخ سلامت علی صاحب۔ کینیڈا)۔ آپ 18ر اکتوبر 2010 کو 97 سال کی عمر میں کینیڈا میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو ادب سے بچپن سے ہی لگاؤ تھا۔ آپ کا پہلا مضمون الفضل کی 1938 کی اشاعت میں شائع ہوا۔ 1941ء میں غیر مبائعین کے بارہ میں آپ کے بہت سے مضامین الفضل میں شائع ہوئے جنہیں حضرت مصلح موعودؓ نے بہت پسند فرمایا اور اپنے خطبہ جمعہ میں بھی اس کا ذکر فرمایا۔ آپ کو لمبا عرصہ بطور اسٹنٹ اور قائمقام ایڈیٹر الفضل کے علاوہ ماہنامہ تشحیذ الاذہان اور ماہنامہ مصباح کی ادارت کا بھی موقع ملا۔ آپ نے بحیثیت صدر نگران بورڈ الفضل اور لاہور میں مختلف تنظیمی عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے متعدد کتب بھی تصنیف کیں نیز آپ کو عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم سید طاہر احمد بخاری صاحب (ابن سید عبد اللہ شاہ صاحب۔ کینیڈا)۔ آپ 25رستمبر 2010ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا شمار جماعت کینیڈا کے ابتدائی اراکین میں ہوتا ہے۔ آپ کینیڈا جماعت کے پہلے نیشنل صدر رہے۔ بہت ہی شریف النفس، بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کرنے والے، صاف گو، اچھے مشیر اور اصول پسند انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم سید احمد علی شاہ صاحب (آف ناروے)

10رنومبر 2010ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو کراچی اور ناروے میں مختلف جماعتی خدمات کا موقعہ ملا۔ مرحوم نہایت نیک، نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص انسان تھے۔ خلافت سے آپ کو والہانہ عشق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم شیخ محمد اکرام صاحب (ابن مکرم شیخ فضل محمد صاحب۔ نوید جنرل سٹور ربوہ)۔ 13رنومبر 2010ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں اکیلے احمدی تھے۔ باوجود شدید مخالفت کے احمدیت پر ثابت قدمی سے قائم رہے اور اپنے غیر احمدی رشتہ داروں سے ہمیشہ کہتے تھے کہ یہی صحیح راستہ ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے ساتھ آپ کو بے پناہ محبت تھی اور اس کی تلقین بچوں کو بھی کرتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرم حکیم محمد افضل فاروقی صاحب۔ (اوچ شریف ضلع بہاولپور)۔ 15رجون 2010ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے مقامی جماعت میں بحیثیت سیکرٹری مال اور صدر جماعت 45 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا بہت گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(6) مکرم رانا مسعود احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد ابراهیم صاحب)۔ اوکاڑہ۔ 4ر اکتوبر 2010ء کو طویل علالت کے بعد 64 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم انتہائی شریف النفس اور دعا گو انسان تھے۔ دعوت الی اللہ اور مالی تحریکات میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اوکاڑا شہر کے مشن ہاؤس اور مسجد کی تعمیر میں بھی معیاری قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی۔ آپ کو لمبا عرصہ بطور صدر جماعت RA/ 32 اور نائب امیر ضلع اوکاڑا خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/3 حصے کے موصی تھے۔

(7) مکرم محمد حنیف بٹ صاحب۔ (کنری۔ سندھ)

15رمئی 2010ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ محمد آباد اسٹیٹ کی ورکشاپ میں بطور مکینک کام کرتے رہے۔ آپ کو فرقان فورس میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ کنری میں بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمت کی توفیق پائی۔ بہت مہمان نواز، مخلص، ایماندار اور ہردلعزیز انسان تھے۔ کنری میں کلمہ مہم کے دوران مہمانوں کے کھانے پینے اور رہائش کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ غیر احمدی احباب کے ساتھ بھی بہت اچھے تعلقات تھے۔ آپ مکرم مبارک احمد عارف صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے۔

(8) مکرم ملک احمد شیر صاحب (آف انڈونیشیا)

5رنومبر کو دل کا دورہ پڑنے سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے پاکستان میں قائد خدام الاحمدیہ، صدر محلّہ، سیکرٹری مال اور قائد انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ 2003 سے انڈونیشیا میں مقیم تھے۔ انتہائی نیک سیرت، صوم وصلوۃ کے پابند، سادہ مزاج اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ انڈونیشیا اور پاکستان میں کئی مساجد کی تعمیر میں مالی قربانی کی توفیق پائی۔ گھر میں بھی ایک چھوٹی سی مسجد اور لائبریری بنائی ہوئی تھی۔ آپ نے پسماندگان میں عمر رسیدہ والدہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) مکرم چوہدری عبد الوہاب صاحب۔ (اسلام آباد)

7رستمبر 2010ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے جماعت اسلام آباد میں لمبا عرصہ سیکرٹری مال اور ناظم انصار اللہ ضلع کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ چندوں میں باقاعدہ اور نظام جماعت کی پوری اطاعت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔

(10) مکرم پروفیسر محمد طفیل صاحب (ابن مکرم بدرالدین صاحب۔ فیض اللہ چک گورداسپور)۔ کینیڈا۔ ایک لمبا عرصہ سانس کی تکلیف کی وجہ سے بیمار رہنے کے بعد 16ر اکتوبر 2010 کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ لمبا عرصہ ساہیوال میں مقیم رہے اور وہاں احمدیوں پر جو مقدمہ قائم کیا گیا تھا اس میں شامل تھے۔ آپ کو اس کیس کی وجہ سے لمبا عرصہ روپوشی کی زندگی گزارنی پڑی۔ 1990ء میں بیرون ملک ہجرت کر گئے اور کینیڈا میں رہائش پذیر تھے۔ مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ علم دوست اور نہایت مخلص وفا شعار انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم لئیق احمد عابد صاحب (ایڈیشنل وکیل المال اول تحریک جدید) کے بڑے بھائی تھے۔

(11) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری سراج دین صاحب)۔ ربوہ۔ 25رستمبر 2010ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ انتہائی صابر و شاکر اور جماعت کے ساتھ دلی وابستگی رکھنے والی نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ 1974ء اور 1984ء کے پرآشوب حالات میں نا صرف خود ثابت قدم رہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ جماعت کے ساتھ وفا کی تلقین کرتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(12) مکرم وقار احمد صاحب قریشی۔ راولپنڈی۔

5راگست 2010ء کو مظفر آباد جاتے ہوئے گڑھی دوپٹہ مقام کے قریب بس حادثے میں 29 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نہایت ملنسار، احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ہردلعزیز انسان تھے۔ راولپنڈی کے حلقہ مغل آباد میں زعیم خدام الاحمدیہ، نائب قائد اور ناظم اصلاح وارشاد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ تین بہنیں اور دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

(13) مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم حمید احمد صاحب مرحوم آف کینیڈا) 10رجولائی 2010ء کو مختصر علالت کے بعد 66 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ خلافت اور جماعت کے ساتھ ہمیشہ وفا اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(14) مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ۔ آسنور کشمیر۔

24راگست 2010ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ حضرت محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی اور حضرت محمد حسین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ آپ مکرم فاروق احمد صاحب مربی سلسلہ ناصر آباد کشمیر کی والدہ اور مکرم سید عبد الحئی شاہ صاحب ناظر اشاعت ربوہ کی ماموں زاد بہن تھیں۔

(15) مکرمہ رضیہ شمس صاحبہ (اہلیہ مکرم عرفان احمد صاحب)۔ لندن۔ آپ اپنی فیملی کے ہمراہ ربوہ گئی ہوئی تھیں کہ 18ر اکتوبر 2010ء کو اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے 31 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نیک، پاکباز اور مخلص خاتون تھیں۔ جلسہ کے ایام میں مہمانوں کا خاص خیال رکھتیں اور دعوت الی اللہ کے کام بڑے شوق سے کرتی تھیں۔ خلافت سے آپ کو والہانہ محبت تھی۔ پسماندگان میں والدین اور میاں کے علاوہ پانچ سالہ بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔ آپ مکرم نسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کی بیٹی تھیں۔

(16) مکرم محمد رضوان خان صاحب (ابن مکرم غلام مصطفیٰ صاحب۔ جلالہ شریف ضلع نارووال)۔ یکم اگست 2010ء کو 20 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ جماعت کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے والے اطاعت گزار اور مخلص نوجوان تھے۔ دعوت الی اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اس معاملہ میں نڈر اور دلیر انسان تھے۔

(17) مکرمہ مجیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شریف احمد کلّو صاحب۔ کینیڈا) 9ر اکتوبر 2010ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ صوم صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، مالی قربانی اور جماعتی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ تبلیغ کا کوئی موقع خالی نہ جانے دیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(18) مکرمہ قیصرہ جہاں صاحبہ (بنت مکرم خلیل احمد صاحب۔ کراچی) 14رستمبر 2010ء کو 20 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھیں اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ لجنہ کے مقابلہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں اور ہر لحاظ سے باصلاحیت تھیں۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتیں اور اپنا حصہ آمد اپنی جیب خرچ سے باقاعدہ ادا کیا کرتی تھیں۔

(19) مکرم رانا عطاء النور عمر صاحب (ابن مکرم رانا مبارک احمد صاحب۔ صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور) ایک ہفتہ بیمار رہنے کے بعد 6رنومبر 2010ء کو 34 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نمازوں کے پابند، مہمان نواز، چندوں میں باقاعدہ، خلافت سے خاص لگاؤ رکھنے والے مخلص نوجوان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

1908ء میں وفات پانے والے چند صحابہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13دسمبر 2008ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے چند ایسے صحابہؓ کا ذکر خیر کیا گیا ہے جن کی وفات 1908ء میں ہوئی۔یعنی اُسی سال میں جس سال حضرت اقدس مسیح موعودؑ بھی اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوئے۔

حضرت مولوی غلام حسین صاحب لاہوری

دُبلا پتلا جسم، گورا رنگ، درمیانہ قد، سر پر عمامہ۔ یہ تھے لاہور کے حضرت مولوی غلام حسین صاحب جو پہلے گمٹی مسجد کے امام اور متولی تھے۔آپؓ نے 1891ء میں بیعت کی توفیق پائی۔آپؓ کو 1891ء کے پہلے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل تھی۔ مطالعہ کتب آپکی ذات کا خاصہ تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ آپ کے متعلق فرماتے ہیں: ’’مولوی صاحب مرحوم ایک بڑے عالم اور نیک انسان تھے، حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور مولوی صاحبؓ گویا کتابوں کے کیڑے تھے۔حافظہ زبردست تھا، ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین کے سامنے آپ ایک صفحے پر نظر ڈالتے اور اسے اُلٹ دیتے پھر دوسرے پر نظر ڈالتے اور اسے چھوڑ دیتے، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے انہیں اس حالت میں دیکھ کر کہا کہ مولوی صاحب آپ کتاب پڑھیں تو سہی! وہ کہنے لگے مجھ سے کوئی بات پوچھ لیں! حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پوچھنے پر آپؓ نے کتاب کا مضمون بتادیا۔‘‘

کتابوں کے شوق میں ہی کلکتہ گئے اور وہاں سے بیمار ہوکر واپس تشریف لائے۔یکم فروری 1908ء کو بعمر قریباً 66 سال لاہور میں وفات پائی۔ جنازہ قادیان لایا گیا تو معتمدین نے اعتراض کیا کہ آپؓ چونکہ موصی نہیں ہیں لہٰذا بہشتی مقبرہ میں تدفین نہیں ہوسکتی! حضرت مسیح موعودؑ کو جب علم ہوا تو حضورؑ نے فرمایا ان کی وصیت کی کیا ضرورت ہے، وہ تو مجسم وصیت ہیں!۔آپؓ کا جنازہ حضرت اقدسؑ نے پڑھایا اور ارشاد کے مطابق بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت حاجی محمد امیر خان صاحب بنوڑیؓ

حضرت محمد امیر خان صاحبؓ ولد چوہر خان صاحب بنوڑ ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔آپ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی کے مریدوں میں سے تھے اور حضرت صوفی صاحب سے ایک خاص عقیدت رکھتے تھے۔حضرت صوفی صاحب 1885ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ سے اجازت لے کر حج پر تشریف لے گئے تو آپؓ بھی اُن کے ہمسفر تھے۔حضرت مسیح موعودؑ کے سفر کپورتھلہ کے دوران 21فروری 1892ء کو حضرت امیر خانصاحبؓ کو بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ عبدالوہاب صاحب (وفات 10 اکتوبر 1954ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) فرماتے ہیں: حاجی امیر محمد صاحب ایک نیک سیرت بزرگ تھے، ان کی خدا ترسی اور نیک اخلاق نے میرے دل کو موہ لیا اور ان کے نیک نمونے نے مجھے اسلام کی کتابیں پڑھنے کی طرف راغب کیا۔ان کی وساطت سے ’’غنیۃ الطالبین‘‘، ’’فتوح الغیب‘‘، ’’اکسیر ہدایت‘‘ اور ’’احیاء العلوم‘‘ وغیرہ کتابیں دیکھیں۔اسلام سے محبت تو پہلے سے ہی تھی اب میں علی الاعلان ہندو دھرم چھوڑ کر مسلمان ہوگیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ’’انجام آتھم‘‘ میں حضرت حاجی محمد امیر خانصاحبؓ کا نام 313 کبار صحابہ کی فہرست میں 106 نمبر پر درج ہے۔اسی طرح 24 فروری 1894ء کے اشتہار میں حضورؑ نے بطور نمونہ اپنی جماعت کے 316 احباب کے نام درج فرمائے ہیں جس میں آپؓ کا نام 243 نمبر پر موجود ہے۔آپؓ کے نام کے ساتھ مہتمم گاڑی شکرم سہارنپور لکھا ہے۔

حضرت حاجی صاحب نے 5 جنوری 1908ء کو بعمر 55 سال قادیان میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔آپؓ نے ایک لڑکی اور ایک لڑکا اپنی یادگار چھوڑا۔جس دن آپ کی وفات ہوئی اس دن حضور نے ایک کشف دیکھا، حضورؑ فرماتے ہیں: 5 جنوری 1908ء مرحوم امیر خان کی بیوہ جس دن اس کا خاوند فوت ہوا میں نے دیکھا کہ اس بیوہ کی پیشانی پر 5 یا 6 یا 7 کا عدد لکھا ہوا ہے میں نے وہ مٹا دیا اور اس کی جگہ اس کی پیشانی پر 6 کا عدد لکھ دیا ہے۔

آپ کی بیوہ حضرت اصغری بیگم صاحبہؓ بنت حضرت محمد اکبر خان صاحبؓ ساکن سنور ہیں جو بعد میں حضرت راجہ مدد خان صاحب کے عقد میں آئیں۔ خدا کے مامور کا کشف میں آپؓ کے گھر والوں کو دیکھنا آپؓ کے لیے ایک سعادت ہے اور ہمیشہ کے لیے حضرت حاجی میر خان صاحبؓ کا تذکرہ ’’تذکرہ‘‘ میں محفوظ ہوگیا ہے۔حضرت اصغری بیگم صاحبہؓ 1890ء میں پیدا ہوئیں۔بچپن ہی سے حضرت اقدس کے گھر میں پلی بڑھیں، 8 جنوری 1978ء کو بعمر 88 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

حضرت بابو شاہ دین صاحبؓ سٹیشن ماسٹر

آپؓ ساہووال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور سٹیشن ماسٹر تھے۔بسلسلہ ملازمت ضلع جہلم اور راولپنڈی کے مختلف علاقوں میں متعین رہے۔مردان میں ریلوے کا آغاز ہوا تو آپ اس کے سب سے پہلے سٹیشن ماسٹر مقرر ہوئے، اس علاقہ میں آپ کے نیک نمونہ اور دعوت الی اللہ کی بدولت متعدد لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ بیعت سے پہلے آپ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مریدوں میں سے تھے۔بیعت کے بعد حضور کے جاں نثار صحابہ میں شامل ہوئے۔مہینوں رخصت لے کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتے۔حضور نے اپنی کتاب ’’انجام آتھم‘‘ میں درج کردہ اپنے کبار صحابہ میں آپ کا نام 208 نمبر پر رقم فرمایا ہے۔

حضرت بابو شاہ دین صاحبؓ آخری عمر میں بیمار ہوکر قادیان حاضر ہوئے۔حضرت اقدسؑ اُن دنوں لاہور (اپریل، مئی 1908ء) تشریف لے گئے لیکن آپؓ کی خبرگیری کا پورا خیال رکھا اور قادیان میں موجود حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحبؓ کو آپؓ کے علاج معالجہ کی تاکید فرمائی، چنانچہ حضور حضرت ڈاکٹر صاحب کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: ’’اور میری دلی خواہش ہے کہ آپ تکلیف اٹھا کر ایک دفعہ اخویم بابو شاہ دین صاحب کو دیکھ لیا کریں اور مناسب تجویز کریں۔میں بھی ان کے لئے پانچ وقت دعا میں مشغول ہوں، وہ بڑے مخلص ہیں ان کی طرف ضرور پوری توجہ کریں‘‘۔ ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں: ’’بابو شاہ دین صاحب کی تعہد اور خبرگیری سے آپ کو بہت ثواب ہوگا۔میں بہت شرمندہ ہوں کہ ان کے ایسے نازک وقت میں قادیان سے سخت مجبوری کے ساتھ مجھے آنا پڑا اور جس خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے میں حریص تھا، وہ آپ کو ملا۔امید کہ آپ ہر روز خبر لیں گے اور دعا بھی کرتے رہیں گے اور میں بھی دعا کرتا ہوں‘‘۔

حضرت بابو شاہ دین صاحبؓ نے حضورؑ کی وفات سے ایک یوم قبل 25 مئی 1908ء کو بعمر قریباً 38 سال قادیان میں ہی وفات پائی اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حضرت پیر محمد رمضان صاحبؓ

حضرت پیر محمد رمضان صاحبؓ آف گولیکی ضلع گجرات مخلص بزرگان میں سے تھے۔حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں اپنی ایک پیشگوئی ’’پچیس دن۔یا یہ کہ پچیس دن تک‘‘ کے شہاب ثاقب کے گرنے کی شکل میں پورا ہونے کا ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی پچاس سے زائد افراد کی گواہیاں بھی درج فرمائی ہیں جہاں دسویں نمبر پر آپ کی گواہی ’’آتشی انگار سے 31/مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی۔‘‘ بھی درج ہے۔

حضرت پیر صاحبؓ نے 22/اپریل 1908ء کو وفات پائی۔آپ کے ایک بیٹے حضرت قاضی رشید احمد ارشد صاحبؓ بھی صحابی تھے۔حضرت استانی سکینۃ النساء بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحب بھی آپ ہی کی بیٹی تھیں۔

حضرت حاجی فضل حسین صاحبؓ

آپؓ شاہجہانپور کے رہنے والے تھے بیعت کے بعد قادیان آگئے۔حضورؑ نے کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں اپنی ایک پیشگوئی ’’سخت زلزلہ آیا۔اور آج بارش بھی ہوگی۔خوش آمدی نیک آمدی۔‘‘ کے قبل از وقت سننے کے گواہان میں آپؓ کا نام بھی درج فرمایا ہے۔ آپؓ نے 29 فروری 1908ء کو بعمر قریباً 78 سال قادیان میں وفات پائی اور مقبرہ بہشتی میں جگہ پائی۔

حضرت میاں احمد جی صاحبؓ

حضرت میاں احمد جی صاحبؓ آف ضلع ہزارہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے لیے قادیان حاضر ہوئے، بیعت کے بعد آپ ابھی قادیان میں ہی قیام پذیر تھے کہ 12/جنوری 1908ء کو بعمر قریباً 60 سال وفات پائی۔موصی نہ تھے لیکن حضرت اقدسؑ نے ازراہ شفقت بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کا ارشاد فرمایا۔

حضرت میاں صلاح محمد صاحبؓ

آپؓ کا تعلق ریاست جموں سے تھا۔ بیعت کے بعد ہجرت کرکے قادیان آگئے اور مسجد مبارک میں بطور خادم خدمت سرانجام دیتے ہوئے 16/اکتوبر 1908ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حضرت شیخ علی محمد صاحبؓ

آپؓ ککے زئی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے اور بدوملہی میں پٹواری تھے۔آپؓ نے پہلے تحریری بیعت کی پھر 1906ء میں دستی بیعت کا شرف پایا۔4 جنوری 1908ء کو مختصر علالت کے بعد تقریباً 42 سال کی عمر میں وفات پائی اور بدوملہی میں ہی دفن ہوئے۔

حضرت محمدی بیگم صاحبہؓ

آپؓ مؤلف قاعدہ یسّرنا القرآن حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کی اہلیہ تھیں اور اپنے خاوند کی طرح ہی نیک سیرت اور پارسا وجود تھیں اور اُن کے ساتھ ہی ہجرت کرکے قادیان آگئی تھیں۔آخری عمر میں آپ مرض سل سے بیمار ہوگئیں، آپ کی بیماری کے متعلق حضرت مسیح موعود کو بعض الہام بھی ہوئے جس کا ذکر ’’تذکرہ‘‘ میں محفوظ ہے۔9/اکتوبر 1908ء کو آپؓ کی وفات ہوئی اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

آپ کی اولاد میں دو بیٹیاں تھیں: اُمّ داؤد حضرت صالحہ بیگم صاحبہؓ اہلیہ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ اور حضرت حامدہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت سردار کرم داد خان صاحبؓ۔

حضرت امۃ الرحیم صاحبہؓ

حضرت امۃ الرحیم صاحبہؓ 12/نومبر 1908ء کو 42 سال کی عمر میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپؓ حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ کی اہلیہ تھیں۔آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کا نشان اَور باتوں کے علاوہ اپنی ذات میں بھی دیکھا تھا جس کا ذکر حضورؑ نے اپنی کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں اپنے نشاناتِ صداقت بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے: ’’169۔نشان۔جب ہم بہار کی موسم میں 1905ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں اُن کی بیوی سخت بیمار ہوگئی وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو منہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اس کی حالت بہت نازک ہوگئی اور آثار نومیدی ظاہر ہوگئے اور میں اس کے لیے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اُس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔......دعا

کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا تُو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہوجائے گی۔‘‘

حضرت میر مہدی حسین صاحب اس بارہ میں فرماتے ہیں: ’’میری بیوی ایک دفعہ بیمار ہوگئی میں نے حضورؑ سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا کہ شربت بزوری بنالو۔ میں بوجہ غربت نہ بناسکا۔ اگلے روز میں نے پھر رقعہ لکھا تو حضورؑ باہر تشریف لائے فرمایا شربت بنالیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ نسخہ کو چھوڑ دو میں دعا کروں گا، آپؑ نے دعا فرمائی میری بیوی اچھی ہوگئی‘‘۔

حضرت امتیاز النساء بیگم صاحبہؓ

آپؓ حضرت حافظ سید تصور حسین صاحبؓ آف بریلی کی والدہ تھیں اور علی حسین صاحب کی اہلیہ تھیں۔ بریلی میں جماعت کی شدید مخالفت کی وجہ سے یہ سارا خاندان ہجرت کرکے قادیان آگیا۔ حضرت امتیاز النساء صاحبہؓ ابتدائی موصیان میں سے تھیں۔ آپؓ نے 12 اکتوبر 1908ء کو بعمر 62 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی۔

حضرت فاطمہ بیگم صاحبہؓ

حضرت فاطمہ بیگم صاحبہؓ گورداسپور کی رہنے والی تھیں اور مکرم مولوی محمد علی صاحب ایم اے لاہور کی اہلیہ تھیں۔ یہ رشتہ حضرت مسیح موعودؑ نے کروایا تھا۔ آپؓ ابتدائی موصیان میں سے تھیں (وصیت نمبر 70)۔ آپؓ نے 20 نومبر 1908ء کو بعمر 24 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

بے تکلف مہمان نوازی

وادیٔ سندھ کی ایک خاص روایت

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ جنوری 2008ء میں جناب ابن کریم صاحب کے قلم سے وادیٔ سندھ میں مہمان نوازی کے حوالہ سے ذاتی مشاہدات پر مشتمل ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

مہمان نوازی کو اسلام نے اتنی اہمیت دی ہے کہ یہاں تک فرمایا کہ تم کسی دوسرے علاقہ میں جاؤ تو وہاں کے مقامی لوگوں کے ذمہ تین دن کی مہمان نوازی واجب بلکہ فرض ہے۔ صرف مہمان نوازی نہیں بلکہ مہمان کا ہر پہلو سے احترام بھی قائم فرمایا گیا ہے۔ بڑا ہی معروف واقعہ ہے کہ ایک کافر آنحضور ﷺ کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ زیادہ کھانے کی وجہ سے رات بستر پر ہی بول براز کردیا اور صبح منہ اندھیرے ہی وہاں نکل گیا لیکن اپنا ہتھیار وہیں بھول گیا۔ واپس آنے پر کیا دیکھتا ہے کہ سرورِ دوعالمؐ اپنے ہاتھوں سے بستر دھو رہے ہیں۔ صحابہ مُصر ہیں کہ یہ کام ہمیں کرنے دیں۔ فرمایا: نہیں یہ میرا مہمان تھا اور میرا ہی فرض ٹھہرتا ہے کہ میں یہ کام خود اپنے ہاتھوں سے کروں۔ یہ منظر دیکھ کر اُس نے بے اختیار کلمہ پڑھ لیا۔

مہمان نوازی کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا نمونہ یہ تھا کہ کسی خادمہ یا کسی خادم سے کسی مہمان کی دلآزاری ہوئی تو فرمایا کہ میرے چاروں بچے میرے سامنے مارے جاتے تو مجھے دُکھ نہ ہوتا جتنا دُکھ مہمانوں کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے مجھے ہوا ہے۔

خدا کے مامور کے منہ سے کسی مبالغہ آمیزی کا تصور نہیں ہوسکتا۔ اتنی بڑی بات کے کہنے سے مہمان کی دلجوئی، احترام اور خدمت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھنے کی جو اہمیت بیان فرمائی ہے، وہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔

سندھ میں اپنے قیام کے دوران جو مشاہدات میرے سامنے آئے ہیں وہ دراصل آنحضرت ﷺ کا یہ پاک نمونہ ہے جیسا کہ فرمایا کہ ’’میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں‘‘ (سورۃ ص: 87)۔ قرآن کریم کے اس انداز کو اپنانا یقیناً باعث خیر و برکت ہے۔ سندھ میں سبھی علاقوں میں خواہ وہ شہر ہوں یا دیہات اور گوٹھیں ہوں وہاں آپ کو بے تکلّفانہ انداز ہی نظر آئے گا یعنی اگر آپ بغیر اطلاع کے کہیں گئے ہیں تو جو میسر ہے وہ بغیر کسی حجاب کے پیش کردیا جائے گا۔

میں ایک علاقہ سے دن بھر کے معمولات بجالا کر بارہ سو ایکڑ کے مالک ایک معروف احمدی زمیندار کے ہاں رات کو عشاء کے بعد پہنچا۔ ان کے ایک بیٹے باہر تشریف لائے۔ پانی وغیرہ پلاکر ماٹی باٹی کا پوچھا یعنی کھانے کا بتائیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو دس منٹ میں دو گرم گرم روٹیاں اور ساتھ دودھ کا گلاس لے کر آئے۔ اسی طرح یہ واقعہ تحریر کرتے ہوئے میں خود بھی عجیب قسم کی لذت محسوس کررہا ہوں جب ایک ضلعی میٹنگ کے بعد ایک میزبان نے اپنے ڈیرے پر دوپہر کے کھانے میں سادہ چاول پکوائے اور آموں کی وافر مقدار ساتھ رکھوا دی۔ سبھی نے خوب مزے سے کھانا کھایا۔ اگر بے تکلفی ہوگی تو نہ مہمان کو زحمت ہوگی اور نہ میزبان خوامخواہ کی تکلیف پڑے گا۔

خاکسار چوہدری مقصود احمد صاحب سابق امیر ضلع سانگھڑ (جو خود بھی معروف زمینداروں میں شمار ہوتے ہیں) کے ساتھ دعوت الی اللہ کے لئے مختلف دیہاتوں میں گیا تو ہم ایک بہت بڑے زمیندار جن کی زمین غالباً سینکڑوں ایکڑ پر مشتمل تھی، کے ڈیرے پر بغیر اطلاع کے پہنچے۔ ملازم نے سب سے پہلے سادہ پانی پیش کیا۔ یہ بھی سندھی ثقافت کی خاص نشانی ہے کہ مہمان ابھی پورے طور پر بیٹھا بھی نہیں، لیکن امیر کا ڈیرہ ہو یا غریب کا چھپر، سب سے پہلے پانی پیش کرتے ہیں۔ مکرم چوہدری صاحب نے نہایت بے تکلفی سے کہا ادا! ماٹی باٹی آہے۔ یعنی بھائی! کھانا وغیرہ ہے۔ ملازم نے جواب دیا: سائیں! ابھی لے کر آرہا ہوں۔

دراصل میزبان اور مہمان، دونوں جانتے ہیں کہ بے تکلّفی کا اصل مفہوم کیا ہے۔ چنانچہ بمشکل پانچ منٹ میں ملازم اندر سے صبح کی چپڑی ہوئی روٹیوں کے ساتھ اچار لے کر حاضر ہوگیا۔

بعض مشاہدات فطرت کے اتنے قریب ہیں کہ ان کا تصور ذہن میں آتے ہی اک عجیب قسم کی لذّت کا احساس پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ مورو ایک معروف علاقہ ہے میں بمع اپنے وفد کے وہاں سے گزرا تو ہمارے وفد کے داعیان الی اللہ کو وہاں کے ایک غیر از جماعت نے پہچان لیا اور سلام دعا کے بعد چائے کی دعوت کیا دی، فوری طور پر اپنے ساتھی کو بھیج کر منگوا بھی لی۔ پانچ چھ افراد ہم تھے اور تقریباً اتنے ہی دوست اُن کے ساتھ تھے۔ اب معلوم ہوتا ہے بازار سے گزرتے ہوئے اُن کے پاس رقم بھی پوری سی تھی۔ بہرحال سادگی کا دلرُبا انداز ملاحظہ کریں کہ ہم مہمانوں کو چائے والے کپ پکڑائے اور خود اُن کے ساتھیوں نے پرچ میں ایک ایک گھونٹ اُسی چائے میں سے ڈال کر پی لیا۔ میزبان کا ساتھ بھی ہوگیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی بھگتا لیا اور جو میسر تھا اسی کے اندر رہتے ہوئے وقت پورا کرلیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہاں اکثر چائے ماکولات کے بغیر پیش کی جاتی ہے۔

مجھے یہ بات بیان کرتے ہوئے ابّا مرحوم یاد آگئے۔ اِن معاملات میں کوئی تصنع یا بناوٹ نہیں تھی۔ ایک دفعہ میرا کوئی دوست آیا۔ گھر میں کچھ بھی نہ تھا میرے ابا کہنے لگے بیٹا اس کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اِس کو تھوڑی سی چینی ہی کھلا دو۔

میرے ایک کلاس فیلو آج بھی مجھے یاد کروا کر اس واقعہ کو بیان کرکے لطف اٹھاتے ہیں ایک دفعہ میں تمہارے ہاں آیا۔ کھانے کا وقت تھا۔ تم نے کہا سالن تو میسر نہیں مگر آپ کو کھانا کھلائے بغیر بھی نہیں جانے دینا چنانچہ گرم گرم روٹی کے ساتھ گُڑ رکھ دیا۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے تو وہ کھانا نہیں بھولتا۔

سندھ سے آئے ہوئے ایک معلّم صاحب نے بتایا کہ تھر کے بعض علاقوں میں جہاں عام طور پر طرزِ زندگی خاصا مشکل ہے، وہاں ایک دفعہ دوپہر کے وقت ہمارے ہمسائے جو کہ ہندو تھے کا دروازہ کھٹکا۔ کوئی بیس پچیس افراد تھے۔ خاتون نے کھانے کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے کھانا کھانا ہے۔ میں بھی یہ آوازیں سن کر باہر نکلا تو اُس خاتون سے میں نے کہا کہ ان کے لئے روٹی کا بندوبست مَیں کرتا ہوں۔ اُس خاتون نے کہا: نہیں، ان لوگوں نے میرا دروازہ پہلے کھٹکھٹایا ہے اس لئے ان کے کھانے کا انتظام میں کروں گی۔ چنانچہ اُس عورت نے آگ جلائی اور دال چڑھادی اور چکی پر بیٹھ کر باجرے کو اپنے ہاتھ سے پیسا اور گوندھ کر دوبارہ مجھے آواز دی کہ ان مہمانوں سے پوچھ لیں میرے ہاتھ کی روٹی کھالیں گے کیونکہ ان مہمانوں میں بعض مسلمان ہیں اور میں ہندو ہوں۔ اس لئے ان سے پوچھ لیں اگر تو مان جاتے ہیں تو ٹھیک ہے نہیں تو آپ اِن کو روٹی پکادیں۔ سب نے کہا: نہیں نہیں ہم کھالیں گے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ آٹا میسر نہ ہونے کے باوجود یہ سب کچھ ہوا۔ اپنے ہاتھ سے باجرے کو پیسا اور دوسری طرف دال پکنے کے لئے رکھ دی۔ اس طرح اپنی اس اعلیٰ روایت کو نبھایا کہ میں آج بھی جب سوچتا ہوں تو احترام سے آنکھیں جھک جاتی ہیں۔

ایک دفعہ ہندوؤں کی گوٹھ میں رات گئے تک آنے والے اوتار جس کے متعلق ہندوؤں ہی کی کتب میں یہ پیشگوئیاں موجود ہیں کہ جب وہ آئے گا تو لوہا چلے گا اور جب لوہا چلے گا تو دھرتی ہلے گی۔ ایسی پیشگوئیوں کے تذکرے ہوتے رہے۔ رات خاصی بیت گئی۔ وہ غریب گوٹھ والے مہمان نوازی کی صفت سے متصف تھے۔ ہم نے بصد اصرار کھانے سے منع کیا مگر انہوں نے ہمیں کھانا کھلا کے ہی رخصت کیا۔ وہ بے تکلّف کھانا کیا تھا!؟ مٹی کے توے کے اوپر پکی ہوئی لذیذ روٹی اور سالن میں صرف ٹماٹر اور پیاز بھون کر پیش کردیئے گئے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت کا ایک واقعہ یوں ملتا ہے کہ ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ مَیں قادیان پہنچا تو آپؑ نے حتی المقدور مہمان نوازی کی۔ آدھی رات کے وقت میرے دروازے کی کنڈی کھٹکتی ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدسؑ نے ایک ہاتھ میں لالٹین پکڑی ہوئی ہے اور دوسرے ہاتھ میں دودھ کا گلاس۔ فرمایا: ابھی کہیں سے آیا تھا میں نے سوچا آپ کو ابھی پیش کردوں۔

چنانچہ جو کچھ بھی موجود ہو مہمان کو پیش کردینا چاہئے۔ ہاں بعد میں کوئی چیز میسر آجائے تو اسے بھی پیش کرتے ہوئے کوئی حجاب محسوس نہ کیا جائے۔

’’مہابھارت‘‘......ایک تعارف

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ جنوری 2008ء میں مکرم عبدالشافی بھروانہ صاحب کا ’’مہابھارت‘‘ سے متعلق ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

ہندوستان اپنے اندر وسیع ادبی اور مذہبی روایات سمیٹے ہوئے ہے۔ یہاں کا قدیم ادب خالص مذہبی رنگ کا ہے جس کا بڑا حصہ ویدوں (ہندوؤں کی مذہبی کتب) پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اثری ماخذ ہیں جن میں سکے، کتبے، عمارات وغیرہ مختلف نتائج مرتب کرنے میں ہمارے معاون ہوتے ہیں۔

ہندوستان کی سب سے قدیم تہذیبی نسل دراوڑ ہے۔ یہ ہندوستان کے قدیم ترین باشندوں کی اولاد تھے۔ جبکہ بعض کا نقطۂ نظر ہے کہ یہ لوگ مغربی ایشیا سے تعلق رکھتے تھے جو یہاں آکر بس گئے۔

آریوں کے بارہ میں معلومات کا بنیادی ماخذ وید ہیں۔ ان کی اصل کے بارہ میں قطعی کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن قیاس ہے کہ یہ لوگ ایران سے یہاں آئے تھے۔ آریہ کا مطلب ہے عظیم یا آزاد۔ آریہ ہندوستان میں موجود دوسری نسلوں سے بہت عرصہ تک برسرپیکار رہے۔ انہوں نے گنگا کے کنارے ایک شہر آباد کیا جس کا نام ’’ہتسنارپور‘‘ رکھا گیا اور اس سے ستاون میل جنوب مشرق کو دوسرا شہر اندر دیوتا کے نام پر آباد کیا جو ’’اندر پرستھ‘‘ کہلایا۔ یہ شہر آجکل دہلی کہلاتا ہے۔

ہندوستان کی تاریخ میں ہمیں ایک عظیم جنگ کا ذکر ملتا ہے جو ’’مہا بھارت‘‘ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ مہابھارت کے واقعات کو نظم کیا گیا اور یہ دنیا کی سب سے بڑی رزمیہ نظم ہے جو قریباً ایک لاکھ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا خلاصہ کچھ اس طرح سے ہے:

ہتسنا پور پر کھتری ذات کا راجہ ’بھرت‘ حاکم تھا۔ اُس کی آٹھویں نسل میں راجہ ’’کور‘‘ ہوا اور آگے اُس کی چھٹی نسل میں راجہ چتر برج پیدا ہوا۔ اُس کے دو بیٹے ’’دھرت راشٹر‘‘ اور ’’پنڈا‘‘ تھے۔ دھرت راشٹر بڑا لڑکا تھا اور سلطنت سنبھالنے کا حقدار تھا لیکن بدقسمتی سے وہ اندھا تھا۔ اس لئے یہ سلطنت چھوٹے لڑکے ’’پنڈا‘‘ یا ’’پانڈو‘‘ کے حصہ میں آئی۔ اس پانڈو کے پانچ بیٹے ہوئے جو ’’پانڈوؤں‘‘ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق یہ پانچوں دیوتاؤں کی اولاد تھے کیونکہ راجہ پنڈا ایک بددعا کے ڈر سے اپنی بیوی سے الگ رہتا تھا۔ جبکہ دھرت راشٹر کے ایک سو ایک بیٹے ’’کوروؤں‘‘ کے نام سے مشہور ہیں۔ انہی چچازاد بھائیوں میں یہ جنگ ہوئی جس کا نتیجہ کوروؤں کی تباہی کی صورت میں نکلا۔

ہتسنا پور اور اندر پرستھ کے شہر اگرچہ زمانہ کی دست برد سے تباہ ہوگئے لیکن دو چھوٹے چھوٹے گاؤں کی صورت میں آج بھی موجود ہیں۔ مہا بھارت کی روایتی تاریخ 3102 قبل مسیح ملتی ہے جو کہ زیادہ قابل قبول ہے۔ ایک اور روایت میں یہ تاریخ 1000 قبل مسیح کی بھی ہے۔

ہندو لٹریچر میں مہا بھارت کو کافی اہم مقام حاصل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دیوتاؤں کے سامنے چاروں ویدوں کو ایک پلڑے میں اور مہا بھارت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا اور فیصلہ ہوا کہ مہا بھارت کا پلڑا بھاری ہے۔ ہندوؤں کا نظریہ ہے کہ جو اس کتاب کا ایک حصہ بھی پڑھ لے تو اس کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب آسمان پر تالیف ہوئی اور اس کو انسانی ضابطہ حیات کے طور پر زمین پر بھیجا گیا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

14th January 2011 – 20th January 2011

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 14th January 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
01:10 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
01:20 Insight & Science and Medicine Review
01:50 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th November 1995.
03:00 Historic Facts
03:50 Khabranama
04:10 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th January 1995.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Historic Facts
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:30 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 22nd November 2009.
08:25 Siraiki Service
09:10 Rah-e-Huda
10:45 Indonesian Service
11:45 Tilawat
12:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:10 Dars-e-Hadith
14:15 Bengali Service
15:10 Real Talk: an English discussion programme on the topic of drugs and gang culture.
16:10 Khabarnama: Daily news in Urdu.
16:30 Friday Sermon [R]
17:35 Seerat Sahaba Rasool (saw)
18:15 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Science and Medicine Review & Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 15th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:25 Tilawat
00:40 International Jama'at News
01:10 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). recorded on 14th December 1995.
02:10 MTA World News & Khabarnama
02:50 Friday Sermon: recorded on 14th January 2011.
04:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:40 Huzoor's Jalsa Salana Address
08:45 Yassarnal Qur'an
09:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 8th December 1996.
09:55 Friday Sermon [R]
11:10 Indonesian Service
12:10 Tilawat
12:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 5th December 2009.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:15 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 16th January 2011

01:05 MTA World News & Khabarnama
01:40 Tilawat
01:50 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th December 1995.
02:55 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:10 Friday Sermon
04:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class
07:30 Zinda Log
07:50 Faith Matters
08:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
10:05 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 15th February 2008.
12:00 Tilawat
12:10 Yassarnal Qur'an
12:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
16:15 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Attractions of Canada
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:30 Ashab-e-Ahmad

Monday 17th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:10 International Jama'at News
01:45 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
02:05 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th December 1995.
03:10 MTA World News & Khabarnama
03:45 Friday Sermon: 14th January 2011.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 International Jama'at News
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Class
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th April 1999.
09:55 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 5th November 2010.
11:05 Jalsa Salana Speeches
11:55 Tilawat
12:05 International Jama'at News
12:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 15th April 2005.
15:05 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: recorded 21st March 1995.
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Class [R]
21:55 Jalsa Salana Speeches [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Tuesday 18th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: recorded on 21st March 1995.
02:30 Dars-e-Hadith
02:45 MTA World News & Khabarnama
03:20 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th April 1999.
04:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
05:05 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Science and Medicine Review & Insight
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
08:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 6th December 2009.
09:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 12th February 2010.
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Science and Medicine Review & Insight
13:30 Bangla Shomprochar
14:30 Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Hadhrat, Khalifatul Masih V.
15:05 Yassarnal Qur'an
15:25 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 17th December 2010.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:15 Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:00 Real Talk

Wednesday 19th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an & Dars-e-Malfoozat
01:20 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 26th December 1995.
02:25 Learning Arabic
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:00 Modern Media: An English discussion programme.
04:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1995.
05:20 Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Art Class: with Wayne Clements.
07:05 Zinda Log
07:25 MTA Variety
08:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:15 Question and Answer Session
10:30 Indonesian Service
11:30 Swahili Service
12:20 Tilawat
12:30 Zinda Log
12:50 Friday Sermon
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Rah-e-Huda
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:45 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:15 Arabic Service
19:25 Real Talk
20:05 MTA Variety [R]
21:05 Children's class with Huzoor. [R]
21:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
22:50 Friday Sermon [R]

Thursday 20th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Dars-e-Hadith
01:05 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
02:35 MTA World News & Khabarnama
03:05 Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
03:30 Friday Sermon
04:30 Art Class: with Wayne Clements.
05:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat
06:15 MTA Sports
07:05 Zinda Log
07:55 Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
09:00 Adaab-e-Zindagi
10:10 Indonesian Service
11:10 Pushto Service
11:40 Tilawat
12:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon.
14:05 Shotter Shondhane
15:25 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Yassarnal Qur'an
16:45 Faith Matters [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
23:20 Adaab-e-Zindagi

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 18 Friday 07 January , 2011 Issue No. 0 1

بقیہ: اختتامی خطاب از صفحہ نمبر 2

کا مطالبہ کیا۔ ہمارے نو احمدی امام نے کہا کہ میرا یقین ہی نہیں بلکہ ایمان ہے کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے اور میرا خدا ضرور کوئی نشان دکھائے گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے اگلے دو تین روز میں شدید بارش ہوئی اور ساتھ ہی بجلی گری اور اس بجلی گرنے سے اس مخالف احمدیت مولوی کے تین چار جانور مر گئے جبکہ باقی سارا گاؤں محفوظ رہا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہیں سماوی نشانات جو اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے۔ اللہ کے فضل سے رپورٹس میں روزانہ ہی کوئی نہ کوئی خوشخبری اور خوش کُن باتیں مل رہی ہوتی ہیں۔ اور یہ الٰہی تائیدات کے واقعات دیکھ کر نومبائعین کے ایمان اور بھی مضبوط ہوتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ صرف افریقہ ہی کی بات نہیں ہے، تائیدات کے نشانات انڈیا میں بھی نظر آتے ہیں، اور جگہوں پر بھی نظر آ رہے ہیں۔ انڈیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے باقی ممالک کی طرح احمدی نومبائعین بھی ایمان اور ایقان میں بڑھ رہے ہیں۔ یہ دلوں کی تبدیلی الٰہی تائیدات نہیں تو اور کیا ہے؟ کوئی زبردستی دلوں کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ مخالفین کی مخالفتوں اور اُس کے لئے تمام زور صرف کرنے کے باوجود ان احمدیوں کے ایمان مضبوط ہو رہے ہیں اور مسیح موعودؑ کی بیعت پر پورے یقین سے قائم ہیں۔ بلکہ بعض جگہ لالچ بھی دیا جاتا ہے۔ افریقن ممالک جن میں عموماً غربت بہت زیادہ ہے اور غریب کا لالچ میں آ جانا بھی آسان ہے۔ لیکن غریب ہی ہے جو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ایمان لانے والوں میں سبقت لے جاتے ہیں اور جنت میں جانے والوں میں بھی سب سے پہلے جانے والے ہیں۔ حضور نے اس ایمان کی مضبوطی کے بھی چند واقعات سنائے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بینن کے ریجن داسا میں مخالف مولوی لوگوں کو احمدیت سے دور رکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور جو لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کر لیتے ہیں مولوی اُن کے گاؤں میں جا کر انہیں مسجد بنا کر دینے کا وعدہ کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ سے اپنے تعلقات ختم کرنے پر زور دیتے ہیں۔ بالخصوص جن دیہاتوں میں احمدیت کا نفوذ پہلی بار ہوا ہے انہیں ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ داسا شہر سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں گانگوا میں جب مولویوں کا وفد پہنچا اور انہوں نے نومبائعین کو ورغلانے اور احمدیت چھوڑنے کا کہا اور ساتھ انہیں مسجد بنا کر دینے کا وعدہ بھی کیا، انہیں سعودی عرب، کویت اور یہ دوسرے ملک جو ہیں مساجد بنانے کے لئے رقوم بھی فراہم کرتے ہیں، نومبائعین نے انہیں روک دیا اور کہا ہم گزشتہ کئی سالوں سے مسلمان ہیں آپ لوگ تو کبھی بھی ہمیں نماز روزہ سکھانے نہیں آئے، اور اب احمدیوں نے ہمیں قرآن اور نماز سکھانا شروع کی ہے تو تم لوگ مسجد بنانے اور احمدیت کو چھوڑنے کا سبق دینے آ گئے ہو۔ اگر ہمارے گاؤں میں مسجد بنے گی تو وہ جماعت احمدیہ کی ہی بنے گی ورنہ نہیں بنے گی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں میں جماعت کی مسجد تعمیر ہو گئی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کہ شاید ان غریبوں کو دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے ملتی ہو، لیکن ایمان کے مقابلے میں سب کچھ ہیچ ہے۔ کاش کہ یہی بات ہمارے برصغیر کے مسلمانوں کو بھی نظر آ جائے اور وہ مولوی کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حق کی پہچان کرنے والے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان پیدا کرنے والے بن جائیں۔

حضور نے بتایا کہ پھر کانگو کنشاسا سے طاہر منیر صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت بیٹا کے قریبی گاؤں میں مخالفین نے ایک مسجد تعمیر کی تھی، بیٹا میں جماعت کی مسجد نہ ہونے کے باعث مخالفین نے احمدیوں کو بہکانے کی کوشش کی کہ تم بغیر مسجد کے نمازیں ادا کرتے ہو، ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم ہماری مسجد میں آ کر جمعہ ادا کر لیا کرو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ لیکن احمدی احباب اپنے ایمان پر قائم رہے اور ان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور ارادہ کیا کہ ہم خود اپنی مسجد بنائیں گے۔ چنانچہ نومبر میں اس سال احباب نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک مسجد تعمیر کر لی ہے اور 3/دسمبر کو اس کا افتتاح بھی ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا نام رکھ دینا چنانچہ 'مسجد محمود' نام رکھا ہے۔ تو اس مسجد میں جہاں یہاں کے احمدی احباب کے ایمان مضبوط ہوئے ہیں اس کے ساتھ ہی غیر از جماعت مخالفین کے منہ بھی شرم سے بند ہو گئے ہیں کہ احمدیت سے ہٹانے کی ان کی کوئی بھی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ افتتاح کے بعد گاؤں کے چیف نے دیگر معززین کے ساتھ وہاں آئے اور امیر صاحب کو کہا کہ آپ کی مسجد میں MTA لگ گیا ہے جو اس گاؤں کے لئے عزت کا موجب ہے اور سب بہت خوش ہیں۔

حضور نے فرمایا پس یہ مضبوط ایمان ہے جو جماعت احمدیہ میں، اس رو سے ہمیں نظر آتا ہے کہ دنیا کے دور دراز کونوں میں، جہاں جانے کے لئے سواری کا بھی کئی کئی دن انتظار کرنا پڑتا ہے، وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے سے اسلام کی حقیقی تعلیم پانے والے اپنے ایمان اور یقین میں روز بروز اضافہ کر رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں مَیں اپنے احمدی انجینئرز کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں جنہوں نے ان جگہوں پر بڑی محنت اور قربانی سے جا کر سولر انرجی کے پینل لگائے ہیں۔ اور بجلی کی وائرنگ وغیرہ کی ہے اور ایم۔ٹی۔اے کی سہولت مہیا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی جزا دے اور اس وقت وہ بھی، اس بستی کے لوگ بھی، غریب لوگ بھی یہ جلسہ اس وقت دیکھ رہے ہوں گے اور قادیان کی بستی کے نظارے کر رہے ہوں گے۔ یہ ہے خدا تعالیٰ کے اعلان اِنِّی مَعَکَ کا اظہار کہ آج بھی ہمیں ہر طرف نظر آ رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں کہا تھا کہ ہمیں تو ہر طرف احمدیت کی ترقی کے نظارے نظر آ رہے ہیں، بے شک مخالفتیں اپنی جگہ، لیکن ان مخالفتوں نے جماعت کی ترقی کے راستے نہیں روکے۔ ملّاں جہاں بھی ہے، جس ملک میں بھی ہے اپنا زور لگا رہا ہے کہ احمدیت کو ختم کرے، جانی اور مالی نقصان پہنچا کر احمدیوں کو اُن کے دین سے برگشتہ کرنے کی اس کوشش میں ہے لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر مخالفین کے ہر حربے کو اُن پر الٹا رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا پیغام، اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر نئی زمین اور نئے آسمان بنا رہا ہے۔ دنیا میں جہاں بھی اسلام کی خوبصورت اور حقیقی تعلیم پھیل رہی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ان غلاموں کے ذریعے سے پھیل رہی ہے، اور جن جگہوں پر یہ تعلیم احمدی پہنچا رہے ہیں ہمارے مبلغین اور دوسرے کام کر رہے ہیں وہاں کے شرفاء مسلمان بھی اور غیر مسلم بھی اس بات کا اظہار بھی کئے بغیر نہیں رہتے کہ حقیقی اسلام یہی ہے۔ افریقہ میں تو پڑھے لکھے مسلمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مولویوں نے ہمارے ذہنوں میں اس قدر احمدیت کی نفرت بھر دی تھی کہ ہم احمدیت کا نام بھی سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ لیکن اب کسی طرح اتفاق سے احمدیت کا پیغام ہمارے کانوں میں پڑا ہے تو حقیقتِ حال کا علم ہوا ہے۔ اور ہم اگرچہ ابھی شامل تو نہیں ہیں لیکن پھر بھی بھرپور تعاون کرتے ہیں اور مخالفت ترک کرنے کی یقین دہانی کرواتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ مخالفتیں تبلیغ کے راستے بھی کھولتی ہیں۔ بینن میں ہی ایک جگہ دو تین غیر از جماعت جو بڑے پڑھے لکھے اور امیر لوگ تھے ہماری مسجد میں دو تین جمعے، جمعہ پڑھنے کے لئے آتے رہے۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے بتایا کہ ہم مولوی کی بات کی تصدیق کرنے آئے تھے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ یہ لوگ غیر مسلم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالیاں دیتے ہیں۔ اور جو خطبہ ہم نے سنا ہے جو عموماً وہاں خطبہ سناتے ہیں وہ میرے خطبوں کا خلاصہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ خطبہ سن کے تو ہمیں سوائے عشقِ رسول اور عشقِ خدا کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اور برملا اظہار کیا کہ ہم حیران ہوئے ہیں یہ دیکھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر بڑھے ہوئے لوگ ہیں جس کے متعلق ہمارے مولوی یہ کہتے ہیں۔ انہوں نے پھر یہ بھی کہا کہ ہم گو کہ آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہو رہے لیکن آپ کی سچائی کو دیکھ کر ہمارے دل میں یہ جوش پیدا ہوا ہے کہ ہم آپ کی تبلیغ میں حصہ لیں اور اس کے لئے اُن میں سے ایک نے کہا کہ مَیں آپ کو ریڈیو پر وقت خرید کر دوں گا تا کہ آپ احمدیت اور حقیقی اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ تو یہ ہیں انقلابات جو پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے زمین عطا کرنے کے نظارے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں اور رسولوں کے حق میں ایسے تائید کے نظارے دکھاتا ہے اور دکھاتا رہا ہے۔ اگر یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو کب کی مٹ چکی ہوتی۔ اور ایسے تائید کے نظارے ہیں کہ بعض دفعہ وہ جو احمدی ہیں وہ خود بھی حیران ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس کس طرح نظارے دکھا رہا ہے۔ مخالفین کے منصوبے ان پر الٹائے جاتے ہیں۔ اور ہم نے احمدیت کی تاریخ میں یہی دیکھا ہے کہ مخالفینِ احمدیت اپنے جن خداؤں پر انتظار کرتے ہوئے اپنے زعم میں احمدیت کو ختم کرنے کے لئے اٹھے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے خداؤں کو نیست و نابود کر دیا۔ مذاہب کی یہی تاریخ ہے جس کو دیکھ کر عقل والے جو ہیں وہ عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے ان نام نہاد علماء پر، پڑھے لکھے مسلمانوں پر، جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی انذاری پیشگوئیوں کو پڑھتے ہیں، مومن اور غیر مومن کے پرکھنے کے معیار کو پڑھتے ہیں، انبیاء کے مخالفین کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سلوک کو پڑھتے ہیں پھر بھی مخالفت سے باز نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُوْلِی الْاَلْبَابِ (یوسف:112) کہ یقیناً ان تاریخی واقعات کے بیان میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ لیکن عبرت تو عقل والوں کے لئے ہے، ان کی تو عقلیں ہی ماری گئی ہیں۔ مولویوں نے ان کے دماغوں پر برف جما دی ہے۔ خود ان کے اپنے برف جمی ہوئی ہے جو ایک سو بیس سال سے احمدیت کی دنیا میں ترقی کو دیکھ کر جس میں غریبوں کی عاجزانہ کوششیں اور قربانیاں شامل ہیں اور دعائیں شامل ہیں۔ جبکہ اس کے مقابل پر تیل کی دولت کا بے دریغ خرچ ہو رہا ہے پھر بھی ان کو عقل نہیں آتی کہ تیل کی دولت پیچھے ہٹ رہی ہے اور یہ قربانیاں اور کوششیں اپنا قدم آگے بڑھاتی چلی جا رہی ہیں۔ ترقی پر ترقی کی منازل طے ہو رہی ہیں۔ غریب جو ہے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ آگے قدم بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ کیا اب یہ لوگ خدا سے لڑیں گے؟

حضور انور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ بہتر ہے کہ احمدیوں پر ظلم کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی تقدیر پر جو اسلام کی فتح کے لئے مسیح و مہدی کے ذریعے سے ظاہر ہو رہی ہے اس کا حصہ بن جائیں۔ ورنہ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فتح مانگی اور ہر جابر دشمن ہلاک ہو گیا) کا انذار جیسے پہلے سچا ثابت ہوتا آیا ہے آج بھی اپنی ہیبتناک چمک دکھانے کی طاقت رکھتا ہے۔ پس ہوش کرو اور ہوش کرو کہ خدا تعالیٰ کے منصوبوں کے آگے جب بھی اپنے منصوبے لاؤ گے، نہ صرف تمہارے منصوبے پارہ پارہ ہو جائیں گے بلکہ تم خود بھی تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیئے جاؤ گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں اُن کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افتراء ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذاب میں ہو سکتی ہے؟ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہو گا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔

بقیہ خطاب صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں